1913ء سے جاری شدہ

روزنامہ

الفضل

احمدی احباب کی تعلیم وتربیت کے لئے

پاکستان نمبر

13/اگست 2015ء
13 ظہور 1394ہش

Web: http://www.alfazl.org
Email: editor@alfazl.org

047-6213029
C.P.L FR-10

ایڈیٹر: عبدالسمیع خان

وہ کیا گُر تھا کہ جس سے کامراں تھے قائداعظم؟
لگا تھا ہاتھ کیونکر ان کو زینہ ارجمندی کا؟
کہاں سے ہو گئے تھے جمع ان کے گرد پروانے؟
سمجھتے تھے وہ ہے یہ فرقہ بازی سانپ زہریلہ

سیاست کے عظیم اک پہلواں تھے قائداعظم
ہنر آتا تھا ان کو قوم کی شیرازہ بندی کا
پرو سکتے تھے وہ اک تار میں تسبیح کے دانے
سمجھتے تھے وہ ہے یہ دشمنان ملک کا حیلہ

قائداعظم محمد علی جناح اور حضرت چوہدری سر محمد ظفر اللہ خان صاحب کی ایک یادگار تصویر

حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب قائداعظم کے ساتھ ماڑی پور کراچی ایئرپورٹ پر

محترم پروفیسر ڈاکٹر عبدالسلام صاحب جلسہ سالانہ ربوہ 1979ء سے خطاب فرمارہے ہیں

آزاد کشمیر کے حسین اور دلفریب مناظر

دعا ہے کہ رہے ہمیشہ سرسبز یہ چمن گل و لالہ سے مزین رہے اس کے کوہ و دمن

روزنامہ

1913ء سے جاری شدہ

FR-10

الفضل

The ALFAZL Daily

ٹیلی فون نمبر 047-6213029

web: http://www.alfazl.org
email: editor@alfazl.org

ایڈیٹر: عبدالسمیع خان

جمعرات 13۔اگست 2015ء 27شوال 1436 ہجری 13 ظہور 1394 ہش جلد 65-100 نمبر 184

حب ملت

بلا کی آگ برستی ہے آسماں سے آج
ہیں تیر چُھٹ رہے تقدیر کی کماں سے آج
اٹھ اور اٹھ کے دکھا زور حب ملت کا
یہ التجا ہے مری پیر اور جواں سے آج
وہ چاہتا ہے کہ ظاہر کرے زمانہ پر
ہمارے دل کے ارادے اس امتحاں سے آج

(کلام محمود)

اسلامی جمہوریہ پاکستان

محل وقوع:

پاکستان کی سرحدیں ان چار ممالک سے ملتی ہیں۔مشرق میں بھارت، شمال میں عوامی جمہوریہ چین وروس، شمال مغرب میں افغانستان اور مغرب میں اسلامی جمہوریہ ایران ہے۔ جب کہ ملک کا جنوبی حصہ بحیرۂ عرب سے ملا ہوا ہے۔

پاکستان بحیرۂ عرب کے نیلے پانیوں سے جنوب سے شمال کے قراقرم پہاڑوں کی برفانی چوٹیوں تک تقریباً ایک ہزار میل پر پھیلا ہوا ہے۔ قراقرم کا پہاڑی سلسلہ دنیا کی انتہائی اونچی چوٹیوں کے بڑے بڑے گروہوں پر مشتمل ہے۔کل رقبہ کا تقریباً 2 لاکھ 60 ہزار مربع کلومیٹر دریائے سندھ اور اس کی پانچ شاخوں کے میدانوں پر مشتمل ہے۔ جنوب مغرب میں وسیع صوبہ بلوچستان واقع ہے۔ جس کا رقبہ 3 لاکھ 47 ہزار 188 مربع کلومیٹر ہے جو ایک خشک میدانی علاقہ ہے۔ جو بہت کم آبادی رکھتا ہے۔ چوتھا صوبہ خیبر پختون خواہ ہے۔ جس کا علاقہ 74 ہزار 521 مربع کلومیٹر ہے۔ یہ صوبہ اونچے اونچے پہاڑوں کے ساتھ ساتھ انتہائی سرسبز وادیوں سے بھی مالا مال ہے۔ گلگت بلتستان الگ صوبہ ہے۔ آزاد کشمیر ایک الگ مملکت ہے۔

پاکستان، انڈونیشیا اور بنگلہ دیش کے بعد تیسرا بڑا انتہائی گنجان آباد مسلمان ملک ہے۔

رقبہ وآبادی:

پاکستان کا رقبہ 7 لاکھ 96 ہزار 95 مربع کلومیٹر یا 3 لاکھ 7 ہزار 374 مربع میل ہے۔ آبادی 18 کروڑ کے قریب ہے۔

دارالحکومت اور بڑے شہر:

پاکستان کا دارالحکومت اسلام آباد ہے۔ لاہور، کراچی، فیصل آباد، راولپنڈی حیدرآباد، ملتان، کوئٹہ اور پشاور بڑے شہر ہیں۔

صوبے:

پنجاب (2 لاکھ 5 ہزار 345 مربع کلومیٹر)
خیبر پختون خواہ (74 ہزار 521 مربع کلومیٹر)
سندھ (1 لاکھ 40 ہزار 914 مربع کلومیٹر)
بلوچستان (3 لاکھ 47 ہزار 188 مربع کلومیٹر)

کرنسی، زبان اور طرز حکومت:

پاکستان کی کرنسی روپیہ۔ اردو قومی زبان ہے اور انگلش بھی بولی جاتی ہے۔ طرز حکومت پارلیمانی جمہوریت ہے۔ پاکستان نے 14 اگست 1947ء کو آزادی حاصل کی۔ سرکاری مذہب اسلام ہے۔ 30 ستمبر 1947ء کو اقوام متحدہ کا رکن بنا۔ علاقائی زبانیں پنجابی، پشتو، بلوچی، سندھی، سرائیکی، ہندکو وغیرہ بھی بولی جاتی ہیں۔

درآمدات وبرآمدات:

پٹرولیم اور اس کی پیداواریں، غیر برقی مشینری، نقل وحمل کا سامان، کیمیکل، سبزی کا تیل، کیمیکل کھاد، برقی اشیاء، دالیں، آٹا، چائے، کاغذ، بورڈ اور ادویات درآمدات ہیں۔

روئی، کپڑا، چاول، قالین، سلے سلائے کپڑے، مچھلی، چمڑا، پٹرولیم کی پیداوار برآمدات ہیں۔

زراعت:

پاکستان ایک بڑا زرعی ملک ہے۔ یہاں وسیع زرخیز میدان ہیں۔ آب پاشی کے لئے نہریں بھی ہیں جو کہ دنیا میں سب سے بڑی ہیں۔ پاکستان گندم اور چاول میں خودکفیل ہے۔ پاکستان کی اہم زرعی پیداوار میں گندم، چاول، مکئی، گنا اور کپاس شمار ہوتی ہیں۔

صنعت:

پاکستان کی سب سے بڑی صنعت کاٹن ٹیکسٹائل ہے۔ سٹیل کی سب سے بڑی صنعت کراچی میں قائم ہے۔ اس کی پیداوار کا آغاز 1983ء میں ہوا۔ چینی، گھی، سیمنٹ، کھاد اور سائیکل بنانے کی صنعتیں بھی ہیں۔

مشہور اخبارات:

دنیا، ایکسپریس، نوائے وقت، پاکستان ٹائمز، دی نیوز، جنگ، خبریں، ڈان، مارننگ نیوز، جماعت احمدیہ کا روزنامہ الفضل بھی ربوہ سے شائع ہوتا ہے۔

مشہور بنک:

سٹیٹ بنک آف پاکستان، نیشنل بنک آف پاکستان، یونائیٹڈ بنک لمیٹڈ، حبیب بنک لمیٹڈ، مسلم کمرشل بنک، الائیڈ بنک لمیٹڈ، بنک آف پنجاب، سٹی بنک، وومن بینک، فیصل بنک، بنک الفلاح، جے ایس بنک

تاریخی مقامات:

ہڑپہ، موہنجوداڑو، ٹیکسلا، شاہی قلعہ لاہور، شالامار باغ، میوزیم اور دیگر پاکستان کے شہروں میں موجود قدیم تاریخی آثار قابل دید مقامات ہیں۔

قومی پھول، کھیل، جانور، پرندہ

پاکستان کا قومی پھول چنبیلی ہے جبکہ قومی کھیل ہاکی ہے۔ قومی جانور مارخور اور پرندہ چکور ہے۔

جنگلات:

پاکستان میں 3.2 ملین ہیکٹر رقبے پر جنگلات ہیں۔

کراچی:

کراچی پاکستان کا سب سے بڑا شہر اور واحد قدرتی بندرگاہ ہے۔ یہ دریائے سندھ کے دہانے کے قریب بحیرہ عرب کے ساحل پر واقع ہے۔ پاکستان کا سب سے بڑا ہوائی اڈہ یہاں ہے۔ کراچی میں 2 کروڑ سے زیادہ افراد قیام پذیر ہیں۔ کراچی پاکستان کا اہم تجارتی مرکز کراچی بارونق شہر ہے۔ کیماڑی، کلفٹن، منوڑا، اسمبلی چیمبرز اور یونیورسٹی قابل دید مقامات ہیں۔ بابائے قوم قائداعظم محمد علی جناح کا مزار بھی اس شہر میں ہے۔

قدرتی وسائل:

نمک، قدرتی گیس، لوہا، تانبا، زمرد، سنگ مرمر، کوئلہ، چونے کا پتھر، یورینیم، مینگنیز، جپسم، کرومائیٹ۔

قومی ایئر لائن:

پاکستان انٹرنیشنل ایئر لائنز (PIA)

مشہور ٹی وی چینل

پی ٹی وی۔ جیو، ایکسپریس، دنیا۔ اے آر وائی۔ کیپیٹل

مشہور بند اور ڈیم:

منگلا بند (482 فٹ بلند) وارسک بند (250 فٹ بلند)۔ تربیلا ڈیم (470 فٹ بلند)

پرچم کی رنگت:

سبز جس پر سفید ہلال اور پانچ کونوں والا ستارہ بنا ہوا ہے بائیں طرف ایک چوتھائی عمودی سفید پٹی ہے۔ جو اقلیتوں کی نمائندگی کرتی ہے۔

پبلشر وپرنٹر: طاہر مہدی امتیاز احمد وڑائچ .... مطبع: ضیاء الاسلام پریس .... مقام اشاعت: دارالنصر غربی چناب نگر ربوہ .... قیمت 12 روپے

مکرم محی الدین عباسی صاحب

حضرت مصلح موعود کی ملی اور عالمی خدمات

جماعت احمدیہ کے دوسرے امام حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد نے اپنی ولولہ انگیز اور مدبرانہ قیادت کے ذریعہ ملی خدمات کا روشن باب رقم کیا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی ان خدمات کو تمام اکابر نے نہ صرف قدر کی نظر سے دیکھا بلکہ اس کا پوری سچائی کے ساتھ اعتراف بھی کیا چنانچہ مولانا محمد علی جوہر نے لکھا: ''ناشکرگزاری ہوگی کہ جناب مرزا بشیر الدین اوران کی اس منظّم جماعت کا ذکر ان سطور میں نہ کریں۔ جنہوں نے اپنی تمام تر توجہات بلا اختلاف عقیدہ مسلمانوں کی بہبود کے لئے وقف کردی ہیں۔

(اخبار ہمدرد 26 ستمبر 1927ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی ملی خدمات ایک وسیع پس منظر رکھتی ہیں اور آپ کی پوری زندگی انہی سے عبارت ہے۔ یہ موضوع اس قدر وسیع ہے، اس پر کئی کتابیں لکھی جا سکتی ہیں لہٰذا اس مضمون میں اختصار کے ساتھ صرف اجمالی جائزہ ہی ممکن ہے جس سے ہر صاحب بصیرت بخوبی یہ جان لے گا کہ آپ کے متعلق یہ پیشگوئی کس شان سے پوری ہوئی۔

''وہ اسیروں کی رستگاری کا موجب ہوگا''

شدھی تحریک اور خطرہ ارتداد کے خلاف جہاد

24-1923ء کا زمانہ تھا ایک بڑے بااثر ہندو لیڈر پنڈت شردھانند جی نے ہندوستان کے صوبہ اتر پردیش اور کئی اضلاع کی ریاستوں میں بسنے والے مسلمانوں کو جو پہلے کسی زمانے میں راجپوتوں، ملکانوں، گوجروں اور جاٹوں میں سے مسلمان ہوئے تھے لیکن تعلیم اسلام سے بالکل ناواقف تھے ہندو بنانے کا آغاز کیا اور ہزاروں ایسے لوگوں کو مرتد کرنے میں کامیاب ہوگئے۔ اس کام میں روپیہ، پیسہ کی لالچ اور ہندو حکام اور راجوں مہاراجوں کے بے جا اثر ورسوخ سے کام لیا گیا اس نازک موقع پر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی قیادت میں مجاہدین احمدیت نے اس فتنہ ارتداد کے سد باب کے لئے جو دعوت الی اللہ کا جہاد کیا اس کے متعلق مسلم اخبارات سے چند اقتباس پیش خدمت ہیں۔

مولانا ظفر علی خان صاحب کے ''اخبار زمیندار'' نے 8/اپریل 1923ء کی اشاعت میں لکھا احمدی بھائیوں نے جس خلوص، جس ایثار، جس جوش اور جس ہمدردی سے اس کام میں حصہ لیا ہے وہ اس قابل ہے کہ ہر مسلمان اس پر فخر کرے مزید اس کی اشاعت 17 مئی 1923ء میں رقمطراز ہے کہ ''ہندو ہوجانے سے ہزار درجہ بہتر ہے کہ ایک مسلمان احمدی ہوجائے سیاسی نقطہ نگاہ سے بھی دیکھ لیں اگر چھ لاکھ ملکانے مسلمان، مسلمانوں کی کسی جماعت میں شامل ہو جائیں تو مسلمان شمار کئے جائیں گے لیکن اگر ہندو ہوں گے تو فریق ثانی کی طاقت میں اضافہ کا باعث ہوں گے۔ مسلمانوں کے مقاصد سیاسی کی حفاظت کے دعویدار بتلائیں کہ ثواب کی راہ کون سی ہوگی پھر اسی اخبار نے 29 جون کی اشاعت میں لکھا کہ قادیانی احمدی اعلیٰ ایثار کا اظہار کررہے ہیں ان کے قریباً ایک سو (مربی) امیر وفد کی سرکردگی میں مختلف دیہات میں مورچہ زن ہیں۔ ہم گو احمدی نہیں مگر ہم احمدیوں کی تعریف کئے بغیر نہیں رہ سکتے۔

اخبار ذوالفقار لاہور 17 جنوری 1923ء کی اشاعت میں رقم طراز ہے:۔ہم یہ ضرور کہیں گے اور انصاف سے کہتے ہیں کہ احمدی جماعت کے لئے اس میدان میں نہایت درجہ کی مشکلات اور آہنی اور پتھریلی دیواریں حائل کردینے میں کوئی دقیقہ نہیں اٹھا رکھا گیا مگر یہ اپنے کام میں نہایت خاموشی سے لگے رہے اور دشوار گزار گھاٹیوں کو عبور کر گئے۔

اخبار مشرق گورکھپور (یوپی) 29 مارچ 1923ء کی اشاعت میں لکھتا ہے کہ ''اس جہاد میں اس وقت یہی فرقہ نظر آتا ہے اور باوجود اس بات کے کہ احمدی فرقہ کے نزدیک اس گروہ نومسلم کی تائید کی ضرورت نہ تھی کیونکہ اس فرقہ میں اس کا کوئی تعلق نہ تھا مگر اسلام کا نام لگا ہوا تھا اس لئے اس کی شرم سے امام جماعت احمدیہ کو جوش پیدا ہو گیا ہے اور آپ کی بعض تقریریں دیکھ کر دل پر بہت ہیبت طاری ہوتی ہے کہ ابھی خدا کے نام پر جان دینے والے موجود ہیں اور اگر ہمارے علماء کو اس بات کا اندیشہ ہو کہ احمدیہ جماعت اپنے عقائد کی تعلیم دے گی تو وہ اپنی متفقہ جماعت میں ایسا خلوص پیدا کریں کہ آگے بڑھیں کہ ستو کھائیں اور چنے چبائیں اور اسلام کو بچائیں۔

اخبار وکیل امرتسر نے 3 مئی 1923 کے اداریہ میں لکھا کہ ہم علیٰ وجہ البصیرت اعلان کرتے ہیں کہ قادیان کی جماعت بہترین کام کررہی ہے۔

علاوہ مسلم اخبارات کے بعض صاف گو غیرمسلم ہندو اخبارات نے بھی حضرت امام جماعت احمدیہ کی قیادت میں کئے جانے والے (-) جہاد کا جائزہ لیتے ہوئے پُرامن کوششوں کو خراج تحسین پیش کیا۔ ان اخبارات میں آریہ پترکا بریلی، دیوسماجی جیون تت لاہور اور اخبار تیج دہلی خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

سیرت النبی کے جلسوں کا انعقاد

1928ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے سیرۃ النبیؐ کے جلسوں کی بنیاد رکھی۔ اللہ تعالیٰ نے اس اہم تحریک کی تجویز حضور کے دل میں 1927ء کے آخر میں اس وقت القاء فرمائی جبکہ ہندوؤں کی طرف سے کتاب ''رنگیلا رسول'' اور ''رسالہ ورتمان'' میں آنحضرت ﷺ کی شان مبارک کے خلاف گستاخیاں انتہاء کو پہنچ گئیں۔ حضور نے اس مرحلہ پر آنحضرت ﷺ کی ناموس وحرمت کی حفاظت کے لئے ملکی سطح پر ایک کامیاب مہم شروع فرمائی۔ آپ نے سیرۃ النبیؐ کے جلسوں کی تجویز فرمائی۔ پھر پورے برصغیر میں جلسوں کا سلسلہ شروع ہوگیا۔ چنانچہ متعدد احمدیوں نے لیکچر دیئے۔ قادیان سے قریباً 50 لیکچرار ملک کے مختلف جلسوں میں شامل ہوئے اور ان میں ان جلسوں کی صدارت کرنے والی نمایاں شخصیتیں تھیں۔ مثلاً ابوالاثر حفیظ جالندھری، شمس العلماء سید سبط حسن، شیخ عبدالقادر، خواجہ حسن نظامی، نواب سرعمر حیات خان ٹوانہ، الطاف حسین حالی، مسٹر محمد سہروردی۔ ان مسلمانوں کے علاوہ ہندو، سکھ، عیسائی، جینی اصحاب نے بھی آنحضرتؐ کی پاکیزہ سیرت، بیش بہا قربانیوں اور عدیم النظیر احسانات کا ذکر کیا۔ مجالس سیرت النبیؐ کی کامیابی ایسے شاندار رنگ میں ہوئی کہ بڑے بڑے لیڈر دنگ رہ گئے اور اخبارات نے اس پر بڑے عمدہ تبصرے شائع کئے اور اس غیرمعمولی کامیابی پر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کو مبارکباد دی۔ چند اخبارات کے تاثرات ملاحظہ فرمائیں۔

کلکتہ کے ایک بنگالی ''اخبار سلطان'' 21 جون 1928ء نے لکھا: جماعت احمدیہ نے رسول کریمؐ کی سیرت بیان کرنے کے لئے ہندوستان بھر میں کامیاب جلسے کئے یہ ایک حقیقت ہے کہ اس نواح میں احمدیوں کو ایسی عظیم الشان کامیابی ہوئی ہے کہ اس سے قبل نہیں ہوئی۔ ہم خود ان کی طاقت کا اعتراف کرتے ہیں اور ان کی کامیابی کے متمنی ہیں۔

اخبار کشمیری لاہور 28 جون 1928ء نے 17 جون کی شام کے عنوان سے تبصرہ کیا: مرزا بشیر الدین محمود احمد قادیانیوں کے خلیفہ کی یہ تجویز کہ 17 جون کو آنحضرت ﷺ کی پاک سیرت پر ہندوستان کے گوشہ گوشہ میں لیکچر اور وعظ کئے جائیں باوجود اختلافات عقائد کے نہ صرف مسلمانوں میں مقبول ہوئی بلکہ بے تعصب امن پسند صلح جو غیرمسلم اصحاب نے 17 جون کے جلسوں میں عملی طور پر حصہ لے کر اپنی پسندیدگی کا اظہار فرمایا۔ ہندوستان کے ایک ہزار سے زائد مقامات پر بیک وقت بیک ساعت ہمارے برگزیدہ رسولؐ کی حیات اقدس، ان کی عظمت، ان کے احسانات واخلاق اور ان کی سبق آموز تعلیم پر ہندو مسلمان اور سکھ اپنے اپنے خیالات کا اظہار کررہے تھے اگر اس قسم کے لیکچروں کا سلسلہ برابر جاری رکھا جائے تو مذہبی تنازعات وفسادات کا فوراً انسداد ہوجائے۔

پیشوا اخبار دہلی لکھتا ہے۔ قادیانی جماعت کے زیراہتمام تمام ہندوستان میں فخر کائناتؐ کی سیرت پر ہندوستان کے ہر خیال اور ہر طبقہ کے باشندوں نے لیکچر دیئے اور خوشی کا مقام ہے مگر افسوس کہ علماء دیوبند نے ذکر رسولؐ کی مخالفت اس لئے کی کہ ان کو قادیانی عقائد سے اختلاف ہے۔

1929ء کے جلسوں پر حسن نظامی نے لکھا۔ ربیع الاول کے جشن خالص مذہبی تقریب کی صورت میں ہوتے ہیں مگر 2 جون کے جلسے اس طرز کے ہوں گے جن میں عیسائی اور ہندو وغیرہ بھی شریک ہوسکیں اور سیرت پاک رسولؐ کو سن کر اپنے خیالات کی اصلاح کرسکیں جو غلط پراپیگنڈا نے غیرمسلمین کے دلوں میں جما دیئے ہیں لہٰذا میرے تمام رفیقوں اور مریدوں کو ان جلسوں کی تیاری اور تعمیل میں پوری جدوجہد کرنی چاہیئے۔

(اخبار منادی 24 مئی 1929ء)

برصغیر پاک و ہند براہ راست حضرت مصلح موعود کی توجہ کا مرکز رہا ہے اور اس خطہ کے مسائل حل کرنے کی طرف خاص توجہ رہی۔ ہندوستان کی بالعموم اور یہاں کے مسلمانوں کی بالخصوص خدمت کے لئے ہمیشہ کوشاں رہے تاہم آپ کو عالم اسلام کا مفاد اور اس کی بہتری ہمیشہ عزیز رہی اور آپ کی ترجیحات میں یہ اول نمبر پر رہی۔ مسئلہ چاہے سیاسی نوعیت کا ہو یا مذہبی خطے کا ہو یا عالمی بین الاقوامی سطح کا۔ آپ ہر دونوں میدانوں میں بنی نوع انسان کی خدمت سے سرشار رہے ان کی اصلاح اور بہتری کے لئے لیکچرز دیئے۔ کئی درجن کتب تصنیف کیں غرض یہ کہ ان کے لئے دن رات کام کئے اور دعائیں بھی کیں اور اپنی صحت وآرام کا خیال تک نہ رکھا۔ آپ کے غوروفکر کا یہی مرکز تھا کہ مسلمان خواہ دنیا کے کسی بھی حصہ میں آباد ہوں، کسی رنگ ونسل کے، کسی مکتب فکر سے تعلق رکھتے ہوں۔ کس طرح متفق و متحد ہو کر دشمنوں کی ریشہ دوانیوں اور سازشوں میں محفوظ ہوسکتے ہیں۔ برصغیر ہندو پاک کے علاوہ دنیا کے بڑے بڑے سیاستدان، مدبر، مفکر صحابی اور سماجی لیڈر آپ کی سیاسی بصیرت کے قائل تھے اور قدر کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔

حضرت مصلح موعود 1930ء میں شملہ تشریف لے گئے اس سفر کو جو 2 جولائی تا 3/اگست 1930ء تک تھا مسلمانان ہند کی سیاسی جدوجہد میں سنگ میل کی حیثیت حاصل ہے دراصل مسلم زعماء نے اس کے لئے خاص طور پر تحریک کی تھی۔ چنانچہ چوہدری ظفر اللہ خان صاحب نے 25 جون 1930ء کو حضور کی خدمت میں مکتوب لکھا تھا جس کا خلاصہ یہ کہ سائمن کی رپورٹ کا خلاصہ حضور نے ملاحظہ فرمالیا ہوگا اکثر پہلوؤں سے مایوس کن ہے۔ سردار حیات خان اور دیگر احباب شملہ کی خواہش تھی کہ حضور 5,4 جولائی 1930ء کی کانفرنس میں ضرور شمولیت فرمائیں۔

سائمن کمیشن رپورٹ
پر تبصرہ

گول میز کانفرنس کے موقع پر مسائل اقلیت کے سلسلہ میں سائمن کمیشن کی رپورٹ کا زیرغور آنا ناگزیر تھا۔ وائسرائے ہند یہ کہہ چکے تھے کہ یہ اہم سرکاری حیثیت اور پرمعنی قدر و قیمت کی دستاویز ہے اور اس وقت ہندوستان کی سیاسی حالت کے مسئلہ کا اس میں تعمیری حل ہے۔ جس سے بہتر ہمارے پاس اور کوئی حل موجود نہیں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے گول میز کانفرنس کو مدنظر رکھتے ہوئے ایک مدلل و مفصل اور جامع و مانع تبصرہ لکھا اور اس کا انگریزی ایڈیشن شائع کرا کے بذریعہ ہوائی جہاز عین اس وقت انگلستان میں پہنچا دیا جبکہ گول میز کانفرنس کی کارروائی کا آغاز ہونے والا تھا۔ گول میز کانفرنسوں کے ممبروں کے علاوہ وزیراعظم برطانیہ، وزیر ہند اور دیگر ارکان سلطنت برطانیہ تک پہنچ گئی اور اس کے بعد ہندوستان میں بھی اعلیٰ حکام اور اسمبلی اور کونسل کے اکثر ممبروں اور ملک کے چوٹی کے سیاسی لیڈروں کو بھجوائی گئی اور بکثرت تقسیم کی گئی یہ تبصرہ جس میں مسلمانوں کے حقوق و مطالبات کی معقولیت پر سیر حاصل بحث کی گئی تھی اور ہندوستان کے سیاسی مسئلہ کا نہایت معقول اور تسلی بخش حل پیش کیا گیا تھا اور اس سے گول میز کانفرنس کے مسلمان نمائندوں کو بہت تقویت پہنچی اور اس کا نتیجہ تھا کہ انہوں نے پہلی بار متفقہ طور پر اپنے مطالبات کامیابی اور خوبی کے ساتھ پیش کئے اور انگلستان کے اہل الرائے لوگوں پر اس کا اس قدر گہرا اثر ہوا کہ لوگ جو چند روز پہلے اس عظیم الشان ملک کو ہندوؤں کے ہاتھ میں دینے کو تیار بیٹھے تھے۔ اس غلطی سے متنبہ ہو گئے اور مسلمانوں کی ہندوستانی خصوصی حیثیت کے قائل ہو کر ان کے مطالبات کی معقولیت کا اقرار کرنے پر مجبور ہو گئے۔ یہ تبصرہ انگلستان اور ہندوستان دونوں حلقوں میں بہت مقبول ہوا۔ نہایت درجہ دلچسپی اور توجہ سے پڑھا گیا اور مدبروں، سیاستدانوں اور صحافیوں نے اس پر بڑے شاندار الفاظ میں خراج تحسین ادا کیا بطور نمونہ چند آراء آپ کی خدمت میں اختصار کے ساتھ عرض کرتا ہوں۔

سر جیمز واکر نے کہا مجھے ایک جلد ہندوستان کے سیاسی مسئلہ کا حل مصنفہ جناب امام جماعت احمدیہ ملی ہے۔ میں اس کے لئے آپ کا بہت مشکور ہوں۔ میں نے اس کے بعض جستہ جستہ مقامات دیکھے ہیں۔ مجھے یقین ہے کہ یہ تصنیف قابل دید ہوگی۔

”سر جان کر“ کتاب ہندوستان کے سیاسی مسائل کا حل کی ایک جلد ارسال فرمانے کے لئے میں آپ کا بے حد ممنون ہوں اور میں اسے بہت دلچسپی سے پڑھ رہا ہوں۔

”لارڈ میلشیم“ آپ نے مجھے وہ کتاب ارسال کی جس میں سائمن کمیشن رپورٹ کے متعلق مسلمانوں کی رائے درج ہے، میں اس بات کی اہمیت کو خوب سمجھتا ہوں کہ سائمن رپورٹ کو خالی الذہن ہو کر پڑھنا بہت ضروری اور اسے ناحق ہدف ملامت بنانا غیر معقول مطالبات پیش کرنا درست نہیں اس لئے مجھے اسی بات کی بڑی خوشی ہے کہ مجھے اس کے متعلق ایک ذمہ دار طبقہ کی رائے پڑھنے کا موقع ملا ہے۔

برطانیہ کا مشہور اخبار ٹائمز آف لندن مورخہ 20 نومبر 1930ء میں فیڈرل آئیڈیل کے عنوان کے ماتحت ایک نوٹ لکھتا ہے کہ ہندوستان کے مسئلہ کے متعلق ایک اور ممتاز تصنیف مرزا بشیر الدین محمود احمد امام جماعت احمدیہ کی طرف سے شائع ہوئی ہے۔

ایم ایل ایمری مشہور ممبر کنزرویٹو پارٹی میں نے یہ کتاب بڑی دلچسپی سے پڑھی ہے اور میں اس روح کو جس کے ساتھ یہ کتاب لکھی گئی ہے اور نیز اس محققانہ قابلیت کو جس طرح ان سیاسی مسائل کو حل کیا گیا ہے نہایت قدر کی نگاہ سے دیکھتا ہوں۔

انگلستان کے سیاستدانوں کی آراء درج کرنے کے بعد ہندوستان کے مسلم زعماء پریس کے تبصرے درج کرتا ہوں۔

ڈاکٹر ضیاءالدین آف علی گڑھ میں نے کتاب نہایت دلچسپی سے پڑھی میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ اس کی یورپ میں بہت اشاعت فرمائیں ہر ایک ممبر پارلیمنٹ کو ایک ایک نقل ضرور بھیج دی جائے اور انگلستان کے ہر مدیر اخبار کو بھی ایک ایک نسخہ ارسال کیا جائے اس کتاب کی ہندوستان کی نسبت انگلستان میں زیادہ اشاعت کی ضرورت ہے، جناب مرزا صاحب نے یہ اسلام کی ایک اہم خدمت سرانجام دی ہے۔

”اخبار انقلاب لاہور“ مورخہ 16 نومبر 1930ء نے لکھا جناب مرزا صاحب نے اس تبصرہ کے ذریعہ سے مسلمانوں کی بہت بڑی خدمت انجام دی ہے یہ بڑی بڑی اسلامی جماعتوں کا کام تھا جو مرزا صاحب نے انجام دیا ہے۔

”اخبار ہمت لکھنؤ“ کے ایڈیٹر نے لکھا مورخہ 5 دسمبر 1930ء ہمارے خیال میں اس قدر ضخیم کتاب کا اتنی قلیل مدت میں اردو میں لکھا جانا انگریزی میں ترجمہ ہو کر طبع ہونا، اغلاط کی درستی پروف کی صحت اور اس سے متعلق سینکڑوں دقتوں کے باوجود تکمیل پانا اور فضائی ڈاک پر تقسیم کیا جانا اس کا بین ثبوت ہے کہ مسلمانوں میں بھی ایک ایسی جماعت ہے جو اپنے نقطہ نظر کے مطابق اپنے فرائض سمجھ کر وقت پر انجام دیتی ہے اور مستعدی اور تندہی کے ساتھ۔ غرض یہ کہ کتاب مذکورہ ظاہری و باطنی خوبیوں سے مزین اور دیکھنے کے قابل ہے۔

قائداعظم کی واپسی

گول میز کانفرنسوں کے بعد قائداعظم ہندوستانی سیاست سے مایوس ہو کر لندن منتقل ہو گئے اور وہاں پر اپنی قانونی پریکٹس شروع کر دی۔ انہوں نے فرمایا ”مجھے ایسا محسوس ہونے لگا کہ میں ہندوستان کی کوئی مدد نہیں کر سکتا نہ ہندو ذہنیت میں کوئی خوشگوار تبدیلی کر سکتا ہوں نہ مسلمانوں کی آنکھیں کھول سکتا ہوں۔ آخر میں نے لندن میں بود و باش کا فیصلہ کر لیا“ حضرت امام جماعت احمدیہ کا مسلمانوں کی فلاح و بہبود میں گریاں دل تڑپ اٹھا اور آپ نے امام بیت الفضل لندن مولانا عبدالرحیم درد صاحب کے ذریعہ بار بار قائداعظم کو مجبور کیا کہ وہ دوبارہ ہندوستانی سیاست میں آئیں۔ امام صاحب کو اس کے لئے بار بار قائداعظم کے پاس جانا پڑا۔ قائداعظم کو قائل کرنا آسان کام نہیں تھا۔ حضرت مولانا درد صاحب غیر معمولی صلاحیتوں کے حامل تھے اور ان کو جس زبردست روحانی آقا کی ہدایات اور پشت پناہی حاصل تھی۔ انہوں نے قائداعظم جیسے مرد آہن کو بھی موم کر دیا اور وہ بے ساختہ پکار اٹھے:

“The eloquent persuasion of the Imam left me no escape”

یعنی امام صاحب کی فصیح و بلیغ ترغیب و تحریص نے میرے لئے کوئی جائے فرار باقی نہیں چھوڑا۔ قائداعظم نے یہ تاریخی جملہ اس وقت کہا جبکہ مولانا درد صاحب کی کوششوں سے قائداعظم دوبارہ سیاست میں آنے پر آمادہ ہوئے اور انہوں نے جماعت احمدیہ لندن کے مرکز میں سے پہلی سیاسی تقریر ”ہندوستان کا مستقبل“ کے موضوع پر کی۔ یہ جملہ ان کی تقریر کا آغاز تھا۔ تحریک پاکستان کے ممتاز مؤرخ اور صحافی اور تحریک پاکستان کے ایک پرانے رہنما جناب محمد شفیع (م۔ش) اس بارے میں تحریر فرماتے ہیں: ”یہ مسٹر لیاقت علی خان اور مولانا عبدالرحیم درد امام لندن ہی تھے جنہوں نے مسٹر محمد علی جناح پر زور دیا کہ وہ اپنا ارادہ بدلیں اور وطن واپس آ کر قومی سیاست میں اپنا کردار ادا کریں اس نتیجہ میں مسٹر جناح 1934ء میں ہندوستان واپس آئے اور مرکزی اسمبلی کے انتخابات میں بلا مقابلہ منتخب ہوئے۔

1945ء کے انتخابات میں
جماعت کی تائید

اس کے بعد وہ مشکل اہم اور فیصلہ کن مرحلہ آیا جس نے قیام پاکستان کی تمام روکوں کو دور کر دیا۔ اس سے مراد 46-1945ء کے انتخابات ہیں جن میں مسلم لیگ نے بھرپور کامیابی حاصل کر کے دوقومی نظریہ کی سچائی کا فیصلہ کن ثبوت فراہم کر دیا۔ اس الیکشن میں چونکہ مسلم لیگ کی زندگی موت کا مسئلہ درپیش تھا لہٰذا حضرت امام جماعت احمدیہ نے اپنی جماعت کو اس امر کی ہدایت کی کہ اپنی پوری قوت سے مسلم لیگ کی مدد کریں اور کامیابی سے ہمکنار کریں۔ چنانچہ احمدی مرد و زن نے نہ صرف مسلم لیگ کو ووٹ دیئے بلکہ عام کارکنوں کی طرح گھر گھر جا کر مسلم لیگ کو منظم کیا اور ہر قسم کی مالی اور اخلاقی اور افرادی امداد دی۔ لہٰذا حضور نے فرمایا: ”ہم مسلمانوں کا ساتھ دیں اگر وہ ہلاکت کے گڑھے میں گریں گے تو ہم بھی ان کے ساتھ ہوں گے۔ ہماری وجہ سے اللہ تعالیٰ ان کو بھی بچالے گا“۔

(بحوالہ الفضل 15 اپریل 1945ء)

پھر فرمایا: ”آئندہ الیکشنوں میں ہر احمدی کو مسلم لیگ کی پالیسی کی تائید کرنی چاہئے تا انتخابات کے بعد مسلم لیگ بلاخوف تردید کانفرنس سے کہہ سکے کہ وہ مسلمانوں کی نمائندہ ہے۔

اتنے گھمبیر مسائل کے حل کے لئے امام جماعت نے تین ہفتوں تک دہلی میں قیام بھی کیا اور ان مسائل کے حل کے لئے 24 ستمبر کو ڈیڑھ گھنٹہ قائداعظم سے انتہائی مخلصانہ، دوستانہ ماحول میں ملاقات بھی ہوئی اور کئی بار مسلم لیگی نمائندے قادیان میں آئے۔

(بحوالہ الفضل 22 اکتوبر 1945ء)

اپنے ہی نہیں بلکہ اغیار نے بھی اس حقیقت کا اعتراف کیا۔ چنانچہ ارجن سنگھ ایڈیٹر اخبار ”رنگین“ نے لکھا کہ ”جہاں تک ہماری معلومات کا تعلق ہے ہم وثوق سے کہہ سکتے ہیں کہ احمدی جماعت مسلم لیگ کی طرز عمل کی حامی ہے۔ ان لوگوں نے مسلم لیگ کے مقاصد کی تکمیل کی خاطر ہزارہا روپیہ خرچ کرنے کے علاوہ اپنی تمام کوششیں مسلم لیگ کی کامیابی کے لئے وقف کر رکھی ہوئی ہیں“۔

(تحریک پاکستان میں جماعت کا کردار)

حکیم احمد الدین صدر جماعت المشائخ سیالکوٹ لکھتے ہیں۔ ”اس وقت تمام...... جماعتوں میں سے احمدیوں کی قادیانی جماعت نمبر اول پر جارہی ہے قیام پاکستان کے لئے مسلم لیگ کو کامیاب بنانے کے لئے اس کا ہاتھ بہت کام کرتا تھا“ (بحوالہ رسالہ قائداعظم)

خضر حکومت کا خاتمہ

برطانوی حکومت تمام اختیارات ہندوستان کو سپرد کر دینے کا اعلان کر چکی تھی اور انتقال اقتدار ابتداءً صوبوں کو ہونے والا تھا اور صوبہ پنجاب میں مسلم لیگ کی بجائے یونینسٹ وزارت قائم تھی۔ جس کی موجودگی میں اس صوبہ کے پاکستان میں آنے کا امکان قطعی طور پر مخدوش تھا اس لئے قائداعظم اور دوسرے تمام مسلم لیگی اکابر سر خضر حیات وزیر اعلیٰ یونینسٹ حکومت سے مذاکرات کر چکے تھے مگر ان کا کوئی نتیجہ برآمد نہیں ہوا۔ تب جماعت احمدیہ کے امام نے مسلم لیگ کی اس روک کو دور کرنے کے لئے کوشش فرمائی جس کی موجودگی میں صحیح معنوں میں پاکستان بن ہی نہیں سکتا تھا۔ چنانچہ آپ نے ملک خضر حیات صاحب کو ایک خط لکھا اور سر محمد ظفر اللہ خان صاحب کو ان کے پاس بھیجا۔ جس کے بعد ملک خضر حیات صاحب نے

2 مارچ کو استعفیٰ گورنر کو پیش کر دیا یہ خط 3 مارچ 1947ء کو لکھا جو انگریزی میں تھا اس طرح مسلم لیگ کا راستہ صاف ہوا۔ جس پر قائداعظم نے امام جماعت احمدیہ کا شکریہ ادا کیا اس کے متعلق ''ٹریبیون'' نے اپنی اشاعت 5 مارچ 1947ء میں لکھا: ''معتبر ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ خضر حیات صاحب نے یہ فیصلہ سر محمد ظفر اللہ خان صاحب کے مشورہ اور ہدایت کے مطابق کیا ہے اور اسی دوران امام جماعت احمدیہ کے امام نے خضر حیات خان کو خط لکھا کہ وہ مسلم لیگ کے سامنے جھک جائیں۔ یہ خط سر محمد ظفر اللہ خان صاحب کے ذریعہ بھیجا گیا تھا جنہوں نے امام کی ہدایت کی پُر زور تائید کی ملک خضر حیات خان نے سر ظفر اللہ خان صاحب کو لاہور مشورہ کے لئے بلایا۔ جس کے بعد ملک خضر حیات نے وہ بیان دیا جو اخبارات میں شائع ہوا۔

جماعت احمدیہ کے قیام پاکستان کے تعلق میں ان سب مجاہدانہ اور سرفروشانہ خدمات پر دہلی کے ''اخبار ریاست'' نے اپنے ایک ادارتی نوٹ میں طنزاً لکھا کہ ''احمدی آج پاکستان کی تائید کر رہے ہیں مگر جب پاکستان قائم ہو گیا تو دوسرے مسلمان ان کے ساتھ وہی سلوک روا رکھیں گے جو افغان حکومت نے کابل میں احمدیوں کے ساتھ کیا تھا'' اس پر امام جماعت احمدیہ نے 16 مئی 1947ء کو ایک پر شوکت تقریر فرمائی جس میں مختلف نقطہ ہائے نگاہ سے مطالبہ پاکستان کی معقولیت وضرورت پر روشنی ڈالی۔ نیز اعلان کیا کہ مسلمان مظلوموں کا ساتھ دیں گے خواہ ہمیں تختہ دار پہ لٹکا دیا جائے۔

حضور کی یہ تاریخی اور یادگار تقریر مئی 1947ء کے الفضل میں شائع شدہ ہے۔

آزادی کشمیر کے لئے

جدوجہد

کشمیر کی آزادی اور اس عوام کے حقوق کی فراہمی کے لئے جماعت احمدیہ کی خدمات کی تاریخ ایک لمبی داستان ہے 1931ء میں اس تحریک کا آغاز ہوا۔ جبکہ مسلمانان ہند نے کشمیر کے عوام کی دادرسی اور ان کو آئینی حقوق دلانے کے لئے ایک آل انڈیا کمیٹی تشکیل دی۔ اس کمیٹی کا صدر امام جماعت احمدیہ کو منتخب کیا گیا۔ اس کی صدارت کے لئے علامہ ڈاکٹر سر محمد اقبال نے آپ کا نام تجویز کیا تھا اور اس میں علامہ ڈاکٹر اقبال، خواجہ حسن نظامی، سر فضل حسین اور میاں محمد شفیع جیسے مشہور لیڈر شامل تھے۔ اس کمیٹی نے ایک سال کے قلیل عرصہ میں کشمیری لوگوں کے لئے بیش بہا خدمات انجام دیں۔ اس کا اعتراف خود کشمیری لیڈروں نے کیا۔ شیخ عبداللہ نے تعریف کرتے ہوئے یوں لکھا۔ ''سب سے پہلے میں اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ میں تہہ دل سے آپ کا شکریہ ادا کروں۔ اس بے لوث اور بے غرضانہ کوشش اور جدوجہد کے لئے جو آپ نے کشمیر کے درماندہ مسلمانوں کے لئے کی'' پھر لکھا۔

''میری زبان میں طاقت نہ میرے قلم میں زور نہ میرے پاس الفاظ ہیں جن سے میں جناب کا اور جناب کے بھیجے ہوئے کارکن مولانا عبدالرحیم درد صاحب اور زین العابدین صاحب وغیرہ کا شکریہ ادا کر سکوں۔ یقیناً اس عظیم الشان کام کا بدلہ جو کہ آنجناب نے ایک بے بس اور مظلوم قوم کی بہتری کے لئے کیا ہے صرف خدائے لایزل ہی سے مل سکتا ہے''۔ (تاریخ احمدیت جلد ششم صفحہ 493)

آزاد کشمیر کی آزادی کے لئے بھی آپ کی خدمات عظیم ہیں آپ کی کوششوں سے ان کے پہلے صدر غلام نبی گلکار بنے جو احمدی تھے۔ چوہدری غلام عباس رقمطراز ہیں: ''آنجناب نے جو کچھ مظلومانِ کشمیر کے لئے کیا ہے وہ کسی سے پوشیدہ نہیں ہے اور کسی تشریح کا محتاج نہیں۔

(بحوالہ کشمیر کی کہانی صفحہ 244)

''اخبار انقلاب'' لکھتا ہے:

''ہم تمام مسلمانان کشمیر جناب پریذیڈنٹ صاحب آل انڈیا کشمیر کمیٹی حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد امام جماعت احمدیہ کے شکر گزار ہیں کہ جو انتھک کوشش وہ ہم مظلومین کی امداد کے لئے کر رہے ہیں اس کو بیان کرنے سے ہماری ناچیز زبانیں قاصر ہیں۔

(بحوالہ تاریخ احمدیت جلد ششم صفحہ 511)

''امام جماعت احمدیہ کی بین الاقوامی خدمات''

آپ کی برصغیر پاک وہند کے لئے ملی خدمات کا ذکر پیچھے گزر چکا ہے اب اختصار کے ساتھ آپ کی بین الاقوامی خدمات کا ذکر یوں ہے:

حضرت فضل عمر کی 52 سالہ طویل دور خلافت میں حضرت چوہدری ظفر اللہ خان کو ابتدا سے ہی خصوصی معاون اور مشیر کی حیثیت حاصل تھی۔ جن اسلامی ممالک کی آزادی کے لئے چوہدری صاحب نے بھرپور جدوجہد کیں ان میں حضور کی مسلسل ہدایات اور سوچ کا عمل دخل تھا۔

تمام انسانیت کی خلوص دل سے خدمت اور بنی نوع انسان کی ہمدردی، فلاح وبہبود اور بہتری کے لئے بالخصوص مسلمانان اور اسلامی ممالک کی آزادی کے لئے آپ کی بیش بہا خدمات میں سے چند یہ ہیں:

آزادی فلسطین

فروری 1939ء فلسطین کے سلسلہ میں عرب ممالک کی لندن کانفرنس کے موقع پر سعودی عرب کے شہزادہ امیر فیصل اور عرب ممالک کی لندن کانفرنس کے موقع پر ایک عظیم اجتماع بیت فضل لندن میں ہوا۔ اس تقریب میں حضرت مصلح موعود نے جو پیغام ارسال فرمایا وہ فلسطین کے لئے آپ کے جذبات محبت کی صحیح ترجمانی کرتا ہے۔ مولانا جلال الدین شمس صاحب کے نام پیغام ارسال کرتے ہوئے آپ نے فرمایا:

''میری طرف سے ہز رائل ہائی نس امیر فیصل اور فلسطین کانفرنس کے دوسرے مندوبین کو خوش آمدید کہیں اور ان کو بتلا دیں کہ جماعت احمدیہ کامل طور پر ان کے ساتھ ہے اور دعا کرتی ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو کامیابی عطا کرے اور تمام عرب ممالک کو کامیابی کی راہ پر چلائے اور ان کو اسلامی دنیا کی وہ لیڈر شپ عطا کرے جوان کو اسلام کی پہلی صدیوں میں حاصل تھی''۔

(بحوالہ الفضل 16 مارچ 1939ء صفحہ 2)

16 مئی 1947ء کو جب اسلام دشمن طاقتوں کی پشت پناہی میں اسرائیلی حکومت کا قیام عمل میں آیا تو ملت کے اس فدائی حضرت مصلح موعود اس المیے پر بے چین فکرمند ہوگئے۔ اس موقع پر آپ نے الکفر ملۃ واحدۃ کے نام سے ایک مضمون لکھا جس میں سارے عالم اسلام کو متحد ہونے اور بلاد اسلام کے دفاع کے لئے ایک عالمگیر منصوبہ پیش فرمایا۔ آپ نے فرمایا ''سوال فلسطین کا نہیں مدینہ کا ہے سوال یروشلم کا نہیں سوال خود مکہ مکرمہ کا ہے، سوال زید وبکر کا نہیں سوال محمد رسول اللہ ﷺ کی عزت کا ہے دشمن باوجود اپنی مخالفتوں کے اسلام کے مقابلے پر اکٹھا ہو گیا ہے کہ مسلمان باوجود ہزاروں اتحاد کی وجوہات کے اس موقع پر اکٹھا نہیں ہوگا۔ (بحوالہ الفضل 21 مئی 1947ء)

آپ کا یہ مضمون بلاد عرب میں قبول عام کی صورت میں پھیلا اور مسلمانوں کے جذبات میں بیداری کی ایک نئی لہر پیدا کرنے کا باعث ہوا اس کی مزید اہمیت اور عظمت کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ ریڈیو شام نے مضمون کا خلاصہ نشر کیا اور چوٹی کے عرب اخبارات نے اقتباسات شائع کئے۔

دوسری جنگ عظیم کے دوران جب مصر بھی براہ راست جنگ کی لپیٹ میں آگیا اور دیگر اسلامی ممالک پر حملہ کا خطرہ پیدا ہو گیا تھا تو 26 جون 1942ء کو حضرت مصلح موعود نے فرمایا:

''مصر کے ساتھ ہی وہ مقدس سرزمین شروع ہو جاتی ہے جس کا ذرہ ذرہ ہمیں اپنی جانوں سے زیادہ عزیز ہے۔ نہر سویز کے ادھر آتے ہی آج کل کے سفر کے سامانوں کو مدنظر رکھتے ہوئے چند روز کی مسافت کے فاصلے پر ہی وہ مقدس مقام ہے جہاں پر ہمارے پیارے آقا ﷺ کا وجود لیٹا ہے جس کی گلیوں میں محمد مصطفیٰ ﷺ کے پائے مبارک پڑا کرتے تھے۔ دو اڑھائی سو میل کے فاصلے پر وہ وادی ہے جسے ہم خدا کا گھر کہتے ہیں اور جس کی طرف دن میں کم از کم پانچ بار منہ کر کے ہم نماز پڑھتے ہیں اور جس کی زیارت اور حج کے لئے جاتے ہیں جو دین کے ستون میں سے ایک بڑا ستون ہے یہ مقدس مقام صرف چند سو میل کے فاصلے پر ہے اور آجکل موٹروں اور ٹینکوں کی رفتار کے لحاظ سے چار یا پانچ دن کی مسافت سے زیادہ فاصلے پر نہیں اور ان کی حفاظت کا کوئی سامان نہیں وہاں جو حکومت ہے اس کے پاس نہ ٹینک ہیں نہ ہوائی جہاز اور نہ ہی حفاظت کا کوئی اور سامان۔ کھلے دروازوں اسلام کا خزانہ پڑا ہے بلکہ یوں کہنا چاہئے کہ دیواریں بھی نہیں ہیں اور جوں جوں دشمن ان مقامات کے قریب پہنچتا ہے ایک مسلمان کا دل لرز جاتا ہے۔ مزید فرمایا:

پس میں دوستوں کو توجہ دلاتا ہوں کہ وہ اپنی ذمہ داریوں کو سمجھیں اور خدا تعالیٰ سے دعائیں کریں کہ وہ ان مقدس مقامات کی حفاظت کے سامان پیدا کر دے اور اس طرح دعائیں کریں کہ جس طرح بچہ بھوک سے تڑپتا ہوا چلاتا ہے۔ جس طرح ماں سے جدا ہونے والا بچہ یا بچے سے محروم ہونے والی ماں آہ وزاری کرتی ہے۔ اسی طرح اپنے رب کے حضور رو رو کر دعائیں کریں کہ اللہ تو خود ان مقدس مقامات کی حفاظت فرما اور ان لوگوں کی اولادوں کو جو آنحضرت ﷺ کے لئے جانیں فدا کر گئے اور ان کے ملک کو ان خطرناک نتائج سے بچا۔

اس صدی کی سب سے بڑی سائنسی دریافت اور محترم پروفیسر ڈاکٹر عبدالسلام صاحب

سی این این ٹی وی کی اینکر Amanpour اپنے پروگرام Imagine A World (جو 10 جولائی 2013ء کو نشر ہوا) میں پاکستان کا بھلایا ہوا نوبیل انعام یافتہ کے عنوان سے اس صدی کی سب سے بڑی سائنسی دریافت کا ذکر کرتے ہوئے کہتی ہے:۔

پچھلے ہفتے دنیا کے بیشتر ممالک نے خدائی عنصر کی دریافت پر خوشی منائی لیکن پاکستان میں بہرہ کر دینے والی خاموشی تھی۔ ایک ایسی دنیا کا تصور کریں جہاں موت کے سوداگر تو نوازے جاتے ہیں مگر سائنس کی بصیرت رکھنے والا مسترد کر دیا گیا ہے اور بھلا دیا گیا ہے۔

عبدالسلام، پاکستان کے واحد نوبیل انعام یافتہ، پہلے......جنہوں نے طبیعات کا انعام حاصل کیا اور ابتدائی کام کرنے میں مدد دی جو ہگس بوسون کی دریافت کا موجب بنی۔ جبکہ پاکستانی سکولوں کے نصاب سے اُن کا نام نکال دیا گیا ہے یہ اس لئے ہے کہ عبدالسلام، جو 1996ء میں فوت ہوئے، احمدی فرقے کے رکن تھے جسے سنی اکثریت بدعتی تصور کرتی ہے۔ یہاں تک کہ پارلیمنٹ کے ایک اقدام کے ذریعے اپنے آپ کو مسلمان نہ کہنے کے پابند کئے گئے ہیں......

عبدالسلام سرکاری طور پر اپنے ہی ملک میں بھلا دیئے گئے ہیں لیکن ہماری کائنات کو سمجھنے کے بارہ میں ان کا کام ہمیشہ زندہ رہے گا۔

http://edition.cnn.com/video/?/video/international/2012/07/10/exp-amanpour-pakistan-laureate.cnn

(مرسلہ: مظہر الحق خان صاحب)

پاکستان کے ایک مایہ ناز سپوت ایم ایم احمد صاحب

ایک ذہین، دیانتدار عظیم ماہر اقتصادیات نائب صدر عالمی بینک

صاحبزادہ مرزا مظفر احمد صاحب جو ایم ایم احمد صاحب کے نام سے معروف تھے۔ آپ کو دس سال تک 1962ء تا 1972ء تک پاکستان کی اقتصادیات کے استحکام اور ترقی کے لئے ان تھک مساعی کی توفیق ملی۔ آپ صدر محمد ایوب خاں صاحب کے دور میں منصوبہ بندی کمیشن کے ڈپٹی چیئرمین رہے۔ پاکستان کا یہ دور معاشی لحاظ سے سنہری کہلاتا ہے۔ آپ 13 جنوری 1913ء کو قادیان میں صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب کے ہاں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم قادیان سے حاصل کی۔ گورنمنٹ کالج لاہور سے ہسٹری میں ایم اے کیا۔ اس دوران لاء کالج میں داخلہ لیا۔ 1933ء میں آئی ایس آئی کے ارادہ سے لندن آ گئے۔ آئی ایس آئی کے بعد ایک سال آکسفورڈ یونیورسٹی لندن میں گزارا اور 1938ء میں واپس وطن پہنچ گئے۔ اپنی ملازمت کا آغاز یوپی کے قصبہ گوڑ گاؤں سے کیا۔ جہاں مسلمانوں کے لئے حفاظتی انتظامات کی توفیق ملی۔ اگست 1947ء میں امرتسر میں ایڈیشنل ڈپٹی کمشنر کے طور پر کام کیا۔ قیام پاکستان کے بعد ضلع سیالکوٹ کے ڈپٹی کمشنر لگائے گئے۔ کیونکہ یہ ضلع سرحدی تھا اور مہاجرین کی آمد و رفت بہت زیادہ تھی۔ مگر آپ نے نہایت مستعدی سے خدمات انجام دیں۔ ایک دفعہ بیان کرتے ہیں۔ کہ میں اپنے دفتر میں بیٹھا تھا کہ مجھے پیغام ملا کہ ایک شخص مجھ سے ملنا چاہتا ہے مگر وہ اندر نہیں آ سکتا۔ میں خود باہر نکلا تو دیکھا کہ وہ معذور ہے اس نے مجھے بتایا کہ لیڈی ماؤنٹ بیٹن جو ریڈ کراس کی چیئرمین تھیں ME CENTER میں آئی ہوئی ہیں اور سینٹر کا سامان ریلوے کی چودہ ویگنوں میں لوڈ کروا کر انڈیا روانہ کرنے کا آرڈر دے چکی ہیں۔ میں نے اسی وقت ریلوے کے ہیڈ کو فون کر کے وہ سامان رکوا دیا۔ بعد میں مجھے ایک جرنیل کا فون آیا کہ تم لیڈی ماؤنٹ بیٹن کے احکامات کی خلاف ورزی کر رہے ہو۔ میں نے جواب دیا کہ میں اس وقت صرف پاکستان کی گورنمنٹ کا ملازم ہوں۔

اسی طرح کشمیر کی آزادی کے لئے مجاہدین کی ہر طرح سے مدد کرنے کا موقع ملا اور بھرپور طریق پر مہاجرین کو اسلحہ و خوراک اور نقل و حمل میں رکاوٹ نہ آنے دی ڈپٹی کمشنر میانوالی خدمات کے بعد ایڈیشنل کمشنر لاہور بنا دیئے گئے اور 1951ء میں مرکزی سیکرٹری مالیات بنائے گئے 1962ء میں مرکزی حکومت میں سیکرٹری کامرس کے عہدہ پر فائز ہوئے۔ صدر محمد ایوب خاں صاحب نے آپ کو منصوبہ بندی کمیشن کا ڈپٹی چیئرمین نامزد کیا۔ چیئرمین صدر خود تھے۔ ایوب خاں کے دور میں پاکستان میں صنعتی انقلاب رونما ہوا۔ بڑے بڑے شہروں کے اطراف میں دور دور تک صنعتیں لگنی شروع ہو گئیں۔ لاہور، شیخوپورہ، گوجرانوالہ، فیصل آباد کے گردونواح، کراچی حیدر آباد روڈ پر صنعتوں کا قیام جو آپ کو نظر آتا ہے۔ وہ ایوب خاں کے دور کی یادگار ہیں۔

ایوب خاں کے بعد یحییٰ خان کے دور میں آپ کو صدر پاکستان کا اقتصادی مشیر مقرر کیا گیا یہ عہدہ مرکزی وزیر کے برابر تھا۔ آپ نے اس دور میں بھی پاکستان کے اقتصادی حالات کو سنبھالا دینے کی مقدور بھر کوشش جاری رکھی۔ 1971ء تا 1972ء جو اقتصادی بجٹ پیش کیا۔ جس کو ماہرین معاشیات نے نہ صرف سراہا بلکہ بہترین بجٹ قرار دیا۔

پاکستان ٹائمز نے 27 جون 1971ء کو اپنے اخبار میں ان الفاظ میں سرخی لگائی۔ خود اعتمادی اور کفایت شعاری کا بجٹ۔ دوسری سرخی یہ تھی بجٹ تجاویز کے حقیقت پسند ہونے کا خیر مقدم کیا گیا۔ تفصیل یہ تھی۔ ''ہفتے کے روز بجٹ پیش کیا گیا اس کا لاہور شہر میں بڑے اطمینان کے ساتھ کیونکہ نئے ٹیکسوں کے متعلق جو تجاویز رکھی گئی ہیں ان کا عام آدمی پر زیادہ بوجھ نہیں پڑے گا۔ روزنامہ نوائے وقت نے اپنی 27 جون 1971ء کی اشاعت میں ''حقیقت پسندانہ بجٹ'' کے عنوان سے اداریے میں لکھا۔ ''اس سال مشرقی پاکستان میں بغاوت و شورش کے باعث ملک وملت میں اقتصادی زبوں حالی سے دوچار ہو گئے تھے۔ اس کے پیش نظر نئے ٹیکسوں کا نفاذ یا مروجہ ٹیکسوں میں اضافہ کا امکان کچھ ناگزیر سا نظر آنے لگا تھا اور کم و بیش ہر شعبہ زندگی کے لوگ اپنے ذہنوں کو ممکنہ ٹیکسوں کا مزید بوجھ قبول کرنے پر آمادہ کرنے کی کوشش کر رہے تھے۔ لیکن یہ بڑے اطمینان کی بات ہے کہ نیا بجٹ تیار کرنے والوں نے خاص حقیقت پسندی کا مظاہرہ کیا ہے۔ اور ایسے لوگوں پر ٹیکس عائد کئے گئے ہیں جو واقعی ٹیکس ادا کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ نئے میزانیہ کا یہ پہلو بھی بڑا خوشگوار ہے کہ اس میں ہوشربا گرانی کی چکی میں پسنے والے عوام کو کچھ سہولتیں دینے کی غرض سے اقدامات کئے گئے ہیں''۔

مارچ 1970ء میں مشرقی پاکستان میں سٹیٹ بنک اور دیگر بینکوں کو لوٹنے سے نیشنل عوامی پارٹی کے کارکنوں کے پاس پاکستانی کرنسی کے انبار لگ گئے۔ وہ ہندوستانی سمگلروں سے مل کر پاکستان سے اشیاء خریدنے اور براستہ ہندوستان مشرقی پاکستان میں لے جاتے اور باغیوں کی مدد کرتے۔ پاکستان میں افراط زر کا ایک سیلاب آنے کو تھا۔ جناب ایم ایم احمد صاحب کی فہم و فراست نے اقتصادی حالت کو بروقت بھانپ لیا۔ چنانچہ آپ نے پانچ سو اور ایک سو روپے والے کرنسی نوٹ کی قانونی حیثیت ختم کر دی۔ جس سے پاکستان اقتصادی تباہی سے بچ گیا اور روپے کی گرتی ہوئی قدر میں ٹھہراؤ آ گیا روزنامہ نوائے وقت جناب ایم ایم احمد کے اس اقدام کو سراہتے ہوئے لکھتا ہے۔ ''بڑے کرنسی نوٹوں کی منسوخی نے سمگلنگ ختم کرنے کا بہترین موقع پیدا کر دیا افغانستان کے سکھ اور ہندو سمگلروں کا کاروبار تباہ ہو گیا''۔ لاہور 24 جون (چیف رپورٹر) پاکستان کرنسی کے بڑے نوٹوں کی منسوخی سے حکومت بھارت کو کم از کم پچاس کروڑ روپے کا نقصان برداشت کرنا پڑا ہے۔ بھارتی حکومت نے پاکستان کی معیشت کو تباہ کرنے کے لئے پاکستانی کرنسی کے پانچ سو کے اور ایک سو کے مشرقی پاکستان سے لوٹے ہوئے نوٹ اپنے مداخلت کاروں سے خریدے تھے۔ لیکن بھارت کی یہ سازش خود اس کے لئے زبردست مالی نقصان کی باعث بن گئی اور پاکستانی نوٹوں کی بروقت منسوخی سے سب سے زیادہ نقصان پاکستان دشمن اندرا حکومت کو اٹھانا پڑا۔

(نوائے وقت 25 جون 1971ء)

ایوب حکومت میں پاکستانی روپے کو ڈالر سے منسلک کر دیا گیا۔ جس سے پاکستانی کرنسی پر بڑے خوش کن اثرات پڑے تھے اور پاکستانی روپے کو کافی استحکام ملا تھا۔

(ہفت روزہ حریت اسلام آباد 2 جنوری 1997ء)

1972ء میں آپ استعفےٰ دے کر ورلڈ بینک میں چلے گئے اور ''نائب صدر عالمی بنک'' اور آئی ایم ایف کے ایگزیکٹو سیکرٹری 1984ء تک خدمات سرانجام دیتے رہے۔ اس دوران بھی آپ نے پاکستان کے مفاد کو مدنظر رکھا۔ جہاں بھی پاکستان کو فائدہ پہنچایا جا سکتا تھا آپ اس میں عمر بھر کوشاں رہے۔ ورلڈ بنک سے ریٹائرڈ ہو کر آپ نے امریکہ میں مستقل رہائش اختیار کر لی اور اس دوران بھی آپ وطن عزیز کی بہتری کے لئے کوشاں رہے۔ 1989ء میں جب پریسلر ترمیم سے امریکہ نے پاکستان پر اقتصادی پابندیاں لگا کر امداد بند کر دی تھی تو آپ نے یہ پابندیاں اٹھانے میں بہت کوششیں کیں بلکہ اپنا ذاتی اثر ورسوخ بھی استعمال کیا۔ آپ یہاں فرماتے ہیں:

ہماری جماعت (امریکہ) میں چالیس کے قریب کمیٹیاں ہیں ان سب کو لکھا کہ اپنے اپنے ایم این اے حضرات اور سینیٹرز کو کہیں کہ وہ اپنا اثر ورسوخ استعمال کریں اور کام کریں خاص کر 14 ممبرز جن کی کمیٹی بیٹھی تھی ان پر دباؤ ڈالا جائے کہ وہ اس سلسلے میں بھرپور کوشش کریں۔ میرے اپنے امریکن دوست تھے گورنر ریٹائرڈ۔ ان سے میں نے بات کی ان کی میں نے پریسلر سے بات کروائی اس حوالے سے جو سب سے مؤثر آدمی تھا وہ ری پبلکن تھا اور یہ بھی ری پبلکن تھے۔ میں نے ان سے بھی کہلوایا تو اس نے کہا کہ تم فون کر کے آ جانا اور میں اس سلسلے میں بھرپور کوشش کا وعدہ کرتا ہوں۔ اس طرح میرے اور پروفیسر دوست تھے۔ مجھے کہنے لگے کہ تم کیوں کرتے ہو جب تمہارے خلاف اس قدر زہر اگلا جاتا ہے۔ پھر تم کیوں اس قدر کوشش کر رہے ہو تو میں نے ان سے کہا ہماری مخالفت گورنمنٹ کی پالیسی سے ہے لیکن ہماری مخالفت کا کوئی بھی اور ذرہ سا حصہ پاکستان کے خلاف نہیں ہے۔ ہم ملک کے اتنے ہی وفادار ہیں جتنا کہ کسی محبّ وطن کو ہونا چاہئے۔ ہم ملک کے مفاد میں ہمیشہ کام کرتے آئے ہیں اور جہاں بھی ضرورت پڑے گی ہم کام کریں گے۔

(ہفت روزہ حریت اسلام آباد 2 جنوری 1997ء)

صدر یحییٰ خان کی بیرون ملک ایران روانگی کے موقع پر آپ کو قائم مقام صدر پاکستان ہونے کا اعزاز بھی حاصل ہوا۔ اس دوران ایک معاند احمدیت اسلم قریشی نے آپ پر قاتلانہ حملہ کر دیا جس کی وجہ سے آپ زخمی ہو گئے تھے۔ آپ کو جماعت احمدیہ کے امیر جماعت امریکہ ہونے کا اعزاز تا وفات حاصل رہا آپ 23 جولائی 2002ء کو امریکہ کے ایک ہسپتال میں 89 برس کی عمر میں خالق حقیقی سے جا ملے۔ ع

آسماں تیری لحد پر شبنم افشانی کرے

(مرسلہ: مکرم رانا عبدالرزاق خان صاحب)

پہلا پاکستانی کوہ پیماہ

جس نے ماؤنٹ ایورسٹ کو سر کیا

نذیر صابر وہ واحد پاکستانی کوہ پیماہ ہیں جنہوں نے دنیا کی بلند ترین چوٹی ماؤنٹ ایورسٹ کو سر کیا ہے۔ اس کے علاوہ انہوں نے 8000 میٹر سے زیادہ بلند چوٹیوں میں سے چار کو سر کیا۔

نذیر صابر کا تعلق وادی ہنزہ سے ہے 19 سال کی عمر میں انہوں نے کوہ پیائی کی تربیت حاصل کی اور 1974ء میں 21 سال کی عمر میں پہلی چوٹی ''پاسو'' جو 7,784 میٹر تھی سر کی۔ 26 سال کی عمر میں نذیر صابر نے جاپانی کوہ پیماہ کے ہمراہ کے ٹو کی چوٹی سر کی۔

17 مئی 2000ء کو انہوں نے دنیا کی بلند ترین چوٹی ماؤنٹ ایورسٹ سر کی اور پاکستان کا سبز ہلالی پرچم اس پر لہرا کر پاکستان زندہ باد کا نعرہ بلند کیا۔ (مرسلہ: عبدالجبار خان بلوچ)

اشفاق سائیکل سٹور کالج روڈ ربوہ

ربوہ کا سب سے سستا سائیکل سٹور

ہر قسم کے سائیکل سہراب، ایگل، پیکو، چائنہ، شہباز (مونٹین بائیک شاک ڈسک بریک، ایلومینیم رم) پرام، واکر، بے بی سائیکل اور سپیئر پارٹس کا با اعتماد مرکز

کار کرایہ پر دستیاب ہے

دکان: 047-6213652

طالب دعا: شیخ اشفاق احمد۔ شیخ نوید احمد۔ شیخ آفاق احمد / موبائل 0333-6704046, 0333-6705040

سپیڈ اپ کارگو سروسز

مناسب ریٹ تیز ترین سروس

Fedex اور DHL کی سہولت

پورے پاکستان سے سامان پک کرنے کی سہولت

عوام کی سہولت کے لئے 9 فی اتوار کو بھی کھلا رہے گا

پروپرائٹر: چوہدری محمد اجمل شاہد 047-6214269

مسرور پلازہ اقصیٰ چوک ربوہ: 0321-9990169

سٹار جیولرز

سونے کے زیورات کا مرکز

حسین مارکیٹ ریلوے روڈ ربوہ

طالب دعا: تنویر احمد 047-6211524, 0336-7060580

DEUTSCHE SPRACH SCHULE

INSTITUTE OF GERMAN LANGUAGE

جرمن زبان سیکھئے

GOETHE کا کورس اور ٹیسٹ کی مکمل تیاری کروائی جاتی ہے۔

رابطہ: عمران احمد ناصر

مکان نمبر 51/17 دارالرحمت وسطی ربوہ 0334-6361138

فون: 0300-7709458,0301-7979258, 6212758

مکرم راجا نصر اللہ خان صاحب

قوم وملت کی ترقی کے لئے قائداعظم کے رہنما اصول

وطن عزیز کے گھمبیر مسائل کا حل قائداعظم کی نظر میں

اللہ تعالیٰ کے فضل سے قائداعظم محمد علی جناح کو گہری فراست اور بصیرت ودیعت ہوئی تھی۔ آپ بڑے مضبوط کردار، بلند حوصلہ، صائب الرائے اور انتھک کام کرنے والے لیڈر تھے۔

آپ نے پاکستان کے قیام سے بہت قبل قوم کو اعلیٰ مقاصد اور اصولوں کے لئے تیار کرنا شروع کر دیا تھا اور پھر مملکت خداداد پاکستان کے معرض وجود میں آنے کے بعد ہر موقع اور ہر فورم پر اہل وطن کے سامنے مختلف مسائل کے حل اور اعلیٰ کامیابیوں کے لئے رہنما اصولوں کی تلقین وتفہیم کراتے رہے جن پر ابتدائی سالوں میں آپ کے رفقاء اور وطن عزیز کے دوسرے ذمہ داران نے لگن اور ہمت سے عمل پیرا ہوکر نوزائیدہ اور کمزور ملک اور قوم کو قدم بقدم بہتری اور ترقی کی جانب گامزن کر دیا۔

بہرحال اگر آج بھی دردمندی اور ہوشمندی سے قائداعظم کے اصولوں اور ہدایات کا مطالعہ کیا جائے اور ان پر خلوص نیت سے عمل کیا جائے تو وطن عزیز اپنے مسائل اور مشکلات سے نجات پاسکتا ہے اور اسے پھر سے اندرون و بیرون ملک قابل رشک مقام ومرتبہ حاصل ہو جائے گا۔ آیئے وطن عزیز کے مختلف مسائل کا حل قائداعظم سے پوچھتے ہیں۔

سوال: بحیثیت پاکستانی ہمارے بنیادی حقوق و فرائض کیا ہونے چاہئیں؟

قائداعظم (الف) بحوالہ نوائے وقت 29 جنوری 2015ء

اگر ہم اس عظیم مملکت پاکستان کو خوش اور خوشحال بنانا چاہتے ہیں تو ہمیں اپنی پوری توجہ لوگوں اور بالخصوص غریب طبقے کی فلاح و بہبود پر مرکوز کرنی پڑے گی۔ ہر شخص خواہ وہ کسی فرقے سے تعلق رکھتا ہو۔ اس کا رنگ، نسل، مذہب کچھ ہی ہو۔ اول وآخر اس مملکت کا شہری ہے۔ اس کے حقوق مراعات اور ذمہ داریاں مساوی اور یکساں ہیں۔

(خطبہ صدارت دستور ساز اسمبلی پاکستان 11/اگست 1947ء)

(ب) بحوالہ نوائے وقت 13 جون 2014ء

آپ آزاد ہیں آپ کو آزادی ہے کہ اس ریاست پاکستان میں آپ اپنے مندروں میں جائیں، اپنی مسجدوں میں جائیں یا کسی دوسری عبادتگاہ میں جائیں۔ یہ بات ریاست کے دائرہ کار میں شامل نہیں کہ آپ کس ذات، فرقے یا مذہب سے تعلق رکھتے ہیں۔ ہم سب ایک ریاست کے شہری ہیں۔ ایسے شہری جن کو برابر کے حقوق حاصل ہیں۔

(پاکستان کی دستور ساز اسمبلی سے خطاب 11/اگست 1947ء)

سوال: اسلام کس طرح کی جمہوریت کا تصور پیش کرتا ہے؟

قائداعظم: (الف) بحوالہ نوائے وقت 2 نومبر 2014ء

اسلام اور اس کی بلند نظری نے جمہوریت سکھائی ہے۔ اسلام نے مساوات سکھائی ہے۔ ہر شخص سے انصاف اور رواداری کا حکم دیا ہے کسی بھی شخص کے پاس کیا جواز ہے کہ وہ اسلام سے جو عوام الناس کے لئے انصاف، رواداری اور دیانتداری کے اعلیٰ معیار پر مبنی جمہوریت، مساوات اور آزادی عطا کرتا ہے۔ اس سے گھبرائے۔

(کراچی بار ایسوسی ایشن 25 جنوری 1948ء)

(ب) بحوالہ نوائے وقت 3 نومبر 2011ء

پاکستان بہرحال مذہبی ریاست نہیں بنے گا، جس پر تبلیغی ملاؤں کی حکومت ہو۔ پاکستان میں متعدد غیر مسلم بھی بستے ہیں جن میں ہندو، عیسائی، پارسی الغرض متعدد مذاہب کے ماننے والے شامل ہیں مگر وہ سب پاکستانی ہیں۔ ان سب کو کسی بھی دوسرے پاکستان کے برابر مراعات اور حقوق حاصل ہوں گے جو ان کا جائز حق ہے۔

(امریکی عوام سے ریڈیو پر خطاب فروری 1948ء)

سوال: ہم ایک مضبوط اور کامیاب قوم کیسے بن سکتے ہیں؟

قائداعظم: (الف) بحوالہ نوائے وقت 25/اپریل 2014ء

ہمیں اپنے اندر ایسی حب الوطنی پیدا کرنی ہے جو ہمیں ایک متحد اور مضبوط قوم بنا کر ہم میں زندگی کی لہر دوڑا دے۔ صرف اسی صورت میں ہم اپنا وہ مقصد حاصل کرسکتے ہیں جس کے لئے لاکھوں مسلمانوں نے اپنے جان ومال کی قربانیاں دی ہیں۔

(خطاب اسلامیہ کالج پشاور 12/پریل 1948ء)

(ب) بحوالہ نوائے وقت 3 جنوری 2015ء

میں چاہتا ہوں کہ مسلمان صوبائی تعصب کی بیماری سے چھٹکارا حاصل کریں۔ کوئی قوم ترقی نہیں کرسکتی جب تک اس کے افراد ایک صف میں متحد ہو کر آگے نہیں بڑھتے۔ ہم سب پاکستان کے شہری ہیں۔ پاکستان میں زندگی بسر کرتے ہیں۔ اس لئے ہمیں بھی اس کا حق ادا کرنا چاہئے۔ ہمیں اس کی خدمت کرنی چاہئے۔ تاکہ یہ دنیا کی ایک شاندار، عظیم اور خوشحال مملکت بن جائے۔

(بار ایسوسی ایشن کراچی سے خطاب 25 جنوری 1948ء)

(ج) بحوالہ نوائے وقت 22 دسمبر 2014ء

متحد ہو کر رہیئے صرف اسی طریقے سے آپ پاکستان کو دنیا کی عظیم ترین سلطنت بنا سکتے ہیں۔ میں آپ کو یقین دلانا چاہتا ہوں کہ منتشر ہوگے تو گر پڑو گے اور متحد ہوگے تو کھڑے رہو گے۔ پاکستان مسلمانوں کے اتحاد کا مظہر ہے۔ دل وجان سے اس کی پاسبانی اور حفاظت کریں۔

(جلسہ عام ڈھاکہ مارچ 1948ء)

سوال: وطن عزیز کی ترقی کے لئے بنیادی شرائط کیا ہیں؟

قائداعظم: (الف) بحوالہ نوائے وقت 7 دسمبر 2012ء

یاد رکھئے کہ کسی بھی نوعیت کی ترقی کے لئے ملک میں امن وامان قائم کرنا اور اس کا نفاذ کرنا ناگزیر اور اولین شرط ہے۔ اسلام کے بنیادی اصول ہر مسلمان پر یہ فرض عائد کرتے ہیں کہ وہ اپنے ہمسائے کی حفاظت کرے اور ذات پات اور مذہب کی تفریق کے بغیر اقلیتوں کو تحفظ فراہم کرے۔

(یونیورسٹی سٹیڈیم میں تقریر، لاہور 30/اکتوبر 1947ء)

(ب) بحوالہ نوائے وقت 31/اگست 2014ء

ہمیں خود پسندی اور حسد کے گھٹیا جذبوں کو خیر باد کہہ کر ایمانداری اور استقلال کے ساتھ عوام کی خدمت کے لئے کمربستہ ہونا پڑے گا۔ ہم خوف اور دھمکیوں کے دور سے گزر رہے ہیں۔ ہمیں یقین محکم، اتحاد اور تنظیم کو اپنانا ہوگا۔

(ریلوے افسران کے استقبالیہ خطبے کے جواب میں کراچی 27 ستمبر 1947ء)

سوال: ہم قوم کا مورال کیسے بلند کرسکتے ہیں؟

قائداعظم: (الف) بحوالہ نوائے وقت 5 فروری 2015ء

آپ کا خمیر فولادی قوتوں سے اٹھا ہے۔ آپ ایسی قوم ہیں جس کی تاریخ حیرت انگیز طور پر بلند کردار، بلند حوصلہ، شجاع اور اولوالعزم ہستیوں سے بھری پڑی ہے۔ اپنی روایات کی رسی مضبوطی سے تھام لیجئے اور اپنی تاریخ میں شان وشوکت کے ایک اور باب کا اضافہ کیجئے۔

(جلسہ عام لاہور 30/اکتوبر 1947ء)

(ب) بحوالہ نوائے وقت 30 جنوری 2015ء ادارتی صفحہ

کوئی شاندار کارنامہ سرانجام دینے اور ملک کی قومی زندگی میں اپنا صحیح مقام حاصل کرنے کے لئے خدمت، تکلیف قربانی بنیادی تقاضے ہیں۔

(بابو راجندر پرشاد کو جواب 26 جولائی 1937ء)

(ج) بحوالہ نوائے وقت 24 فروری 2013ء

کیا اب ہم اس عظیم کامرانی کو جس کی مثال دنیا کی تاریخ میں نہیں ملتی داغدار کر دیں گے؟ پاکستان آج ایک حقیقت ہے جسے کوئی نہیں مٹا سکتا ہے۔ یہی اس عظیم برصغیر کے پیچیدہ ترین آئینی مسئلے کا منصفانہ باعزت اور قابل عمل حل تھا۔

(31/اگست 1947ء)

سوال: ہمیں کن عناصر سے ہوشیار رہنے کی ہمہ وقت ضرورت ہے؟

قائداعظم: (الف) بحوالہ نوائے وقت 30 دسمبر 2014ء ادارتی صفحہ

میں ایک بار پھر آپ کو خبردار کئے دیتا ہوں کہ پاکستان کے دشمنوں کے جال میں پھنس نہ جایئے۔ آپ کے درمیان کچھ پانچویں کالم کے لوگ ہیں جو اپنی کارگزاریوں کے لئے روپیہ باہر سے حاصل کرتے ہیں۔ یہ لوگ ہمارے لئے زہر کی حیثیت اختیار کر چکے ہیں۔

(جلسہ عام ڈھاکہ 21 مارچ 1948ء)

(ب) بحوالہ نوائے وقت 29/اکتوبر 2013ء

میں آپ کو ان خطرات سے خبردار کرنا چاہتا ہوں جو ہنوز پاکستان کو درپیش ہیں۔ پاکستان کے دشمن تخلیق پاکستان کو نہیں روک سکے اور ان کوششوں میں ناکام ونامراد رہے تو اب انہوں نے اپنی توجہ مسلمانوں میں پھوٹ ڈالنے پر مرکوز کر دی ہے تاکہ ریاست پاکستان کو زک پہنچائی جاسکے۔

(جلسہ عام سے خطاب ڈھاکہ 1948ء)

(ج) بحوالہ نوائے وقت 8 ستمبر 2013ء

یہ یاد رکھئے کہ انتقام اور قانون کی خلاف ورزیاں ہمیں کہیں کا نہ رکھیں گی اور بالآخر اس عمارت کی بنیادیں کمزور کر دیں گی جسے تعمیر کرنے کی حسرت برسوں سے آپ کے دل میں پل رہی تھی۔

(جلسہ عام لاہور 30/اکتوبر 1947ء)

سوال: حکمرانوں اور افسران کے لئے آپ کیا رہنما اصول تجویز فرمائیں گے؟

قائداعظم (الف) بحوالہ نوائے وقت 11 جنوری 2015ء

آپ کو اپنے فرائض خدمت گاروں کی حیثیت سے ادا کرنے ہیں۔ کسی بھی سیاسی جماعت سے آپ کا کوئی سروکار نہیں ہونا چاہئے یہ آپ کا کام نہیں۔

(گزٹیڈ افسروں سے خطاب چٹاگانگ 25 مارچ 1948ء)

(ب) بحوالہ نوائے وقت 2 دسمبر 2014ء

میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ دنیا میں آپ کے ضمیر سے بڑھ کر کوئی شے نہیں ہے جب آپ خدا کے حضور میں پیش ہوں تو آپ خود اعتمادی سے کہہ سکیں کہ مجھ پر جو فرائض عائد کئے گئے تھے وہ میں نے کامل دیانت، خلوص اور وفاداری سے ادا کر دیئے ہیں مجھے یقین ہے کہ آپ اپنے اندر یہ جذبہ پیدا کرلیں گے اور اسی کے مطابق زندگی کا ہر کام انجام دیں گے۔

(سرکاری ملازمین سے خطاب سبی 1948ء)

سائیکل ہاؤس

ہمارے ہاں ہر قسم کے سائیکل، واکر، پرام جھولے
مونٹین بائیسکل اور بے بی آئیٹم دستیاب ہیں

27 نیلا گنبد۔ لاہور
فون: 042-37355742

شادی بیاہ و دیگر تقریبات پر کھانے پکوانے کا بہترین مرکز

مجید پکوان سنٹر

یادگار روڈ ربوہ

پروپرائیٹر: فرید احمد: 0302-7682815

ایک نام

مغل بینکوئیٹ ہال

کھانوں کے اعلیٰ معیار اور بہترین سروس کی ضمانت دی جاتی ہے

لیڈیز ہال میں لیڈیز ورکرز کا انتظام
نیز کیٹرنگ کی سہولت میسر ہے
فون: 0336-8724962

پروپرائٹر محمد عظیم احمد فون: 6211412,03336716317

ارشد بھٹی پراپرٹی ایجنسی

لاہور، اسلام آباد، ربوہ اور ربوہ کے گردونواح میں پلاٹ مکان زرعی وسکنی
زمین خرید وفروخت کی با اعتماد ایجنسی 0333-9795338

بلال مارکیٹ بالمقابل ریلوے لائن ربوہ فون دفتر: 6212764
گھر: 6211379 موبائل 0300-7715840

اک قطرہ اس کے فضل نے دریا بنا دیا

NASEEM JEWELLERS

23K/22K JEWELLERY SUPPLIERS

پروپرائٹر: میاں وسیم احمد

فون دکان 6212837
Mob:03007700369
اقصیٰ روڈ ربوہ

عباس شوز اینڈ کُھسہ ہاؤس

لیڈیز، بچگانہ، مردانہ کُھسوں کی ورائٹی نیز لیڈیز کولا پوری چپل اور مردانہ پشاوری چپل دستیاب ہے۔

کار کرائے کیلئے دستیاب ہے۔
0332-7075184

اقصیٰ چوک ربوہ: 0334-6202486

سیل سیل سیل

انصاف کلاتھ ہاؤس

ٹاپ برانڈز ڈیزائنر فور سیزن دستیاب ہیں

ریلوے روڈ۔ ربوہ فون شوروم: 047-6213961

طاہر آٹو ورکشاپ

ورکشاپ ٹیکسی سٹینڈ ربوہ

ہمارے ہاں پٹرول، ڈیزل EFI گاڑیوں کا کام تسلی بخش کیا جاتا ہے نیز تمام گاڑیوں کے جینیئن اور کابلی سپیئر پارٹس دستیاب ہیں

فون: 0334-6360782,0334-6365114

عوامی بلڈنگ میٹریل سٹور

ہمارے ہاں گاڈر، ٹی آر، سریا، سیمنٹ اور بلڈنگ میٹریل کی تمام اشیاء موجود ہیں

لنک ساہیوال روڈ دارالبرکات ربوہ

پروپرائٹر: بشارت احمد

فون: 047-6212983 موبائل 0300-4313469

گولڈ ٹیسٹ کی سہولت موجود ھے

MALA GOLDS

الیس اللہ اور مولیٰ بس کی شاندار انگوٹھیاں اور دلکش زیورات

پیش کردہ:

فرحت علی جیولرز

یادگار روڈ ربوہ
Mob:0333-6526292
فون نمبر: 047-6213158

KOHISTAN STEEL

DEALERS OF PAKISTAN STEEL MILLS CORPORATION LTD AND IMPORTERS

Talib-e-Dua:Mian Mubarik Ali

SEA SERVICES INTERNATIONAL

INTERNATIONAL FREIGHT FARWARDERS

We Are Providing Best Possible Services To Our Customers

FCL/LCL OCEAN FREIGHT HANDLING
AIR FEIGHT IMPORT & EXPORT
ROAD TRANSPORTATION
CUSTOM CLEARANCE

CTC Person: Rafi Ahmad Basharat
&
Farrukh Rizwan Ahmad

Cell No:03008664795 03008655325

P-34,Chenab Market Susan Road
Madina Town, Faisalabad. Pakistan
T.0092-41-8556070-80-90
D. 0092-41-85034440 F.0092-41-8503430
C. 0300-8664795
Email:ahmad@ssipk.com& rizwan@ssipk.com
web: www.ssipk.com

تمام بینکوں سے لیزنگ کی سہولت بھی موجود ہے۔ ہر قسم کی نئی گاڑیاں کیش اور لیزنگ پر دستیاب ہیں۔

HYUNDAI

قائم شدہ
1968ء

لطیف موٹرز

22 کوئینز روڈ لاہور

فیکس: 042-36368962
فون آفس: 042-36368961-36371281-36374548
Email:latifmotors@yahoo.com

طالب دعا: عامر لطیف ابن میاں عبداللطیف

پیارے آقا کی صحت وسلامتی ودرازی عمر کے لئے ہم دعا گو ہیں

چاول کی تمام اقسام نیز گندم کی خریداری کیلئے رابطہ کریں

ناصر ٹریڈرز

غلہ منڈی۔ سوھاوا سرکلر روڈ ڈسکہ (سیالکوٹ)

طالب دعا: چوہدری ناصر الدین گجر
چوہدری منظور احمد گجر

052-6615743
0300-6114068
0300-6431161

(ج) بحوالہ نوائے وقت 7 دسمبر 2013ء

بلاشبہ نمائندہ حکومت اور نمائندہ اداروں کا ہونا بہت خوب اور ضروری ہوتا ہے لیکن اگر چند اشخاص انہیں محض ذاتی اقتدار اور املاک میں اضافے کا ذریعہ بنالیں اور انہیں ایسی پست سطح تک گھسیٹ لائیں تو ایسی حکومت اور ادارے نہ صرف اپنی قدر و منزلت سے محروم ہو جاتے ہیں بلکہ بدنامی بھی کماتے ہیں۔

(میونسپلٹی سے خطاب کوئٹہ 15 جون 1948ء)

(د) بحوالہ نوائے وقت 11 نومبر 2013ء ادارتی صفحہ

سب سے زیادہ اطمینان بخش بات یہ ہے کہ ہر افسر اور سپاہی خواہ وہ کسی فرقہ یا نسل کا ہو، سچے پاکستانی کی طرح کام کر رہا ہے۔ اگر آپ اسی جذبے اور سچے پاکستانیوں کی طرح بے غرضی سے کام کرتے ہیں تو پھر پاکستان کو کسی بات کا ڈر نہیں۔

(افواج پاکستان کو خراج تحسین 14 جون 1948ء)

سوال: تعلیم کی اہمیت کو کیسے ذہن نشین کرایا جائے؟

قائد اعظم: (الف) بحوالہ نوائے وقت 14 دسمبر 2014ء

ہماری قوم کے لئے تعلیم زندگی اور موت کا مسئلہ ہے۔ دنیا اتنی تیزی سے آگے بڑھ رہی ہے کہ اگر آپ نے خود کو زیور تعلیم سے آراستہ نہ کیا تو نہ صرف یہ کہ آپ پیچھے رہ جائیں گے بلکہ خدانخواستہ بالکل ختم ہو جائیں گے۔ اپنی شاندار روایات کے مطابق زندہ رہیئے۔ ان کی عظمت و شوکت میں ایک درخشندہ باب کا اضافہ کیجئے۔

(طلباء سے خطاب لاہور 30 اکتوبر 1947ء)

(ب) بحوالہ نوائے وقت 17 دسمبر 2014ء

آپ کے فرائض یہ ہونے چاہئیں، نظم وضبط کا گہرا احساس، عمدہ کردار، حقیقی اور عمل پر اکسانے والی تعلیم۔ تعلیم حاصل کرنا آپ کی پہلی ذمہ داری ہے، اپنی ذات کی طرف سے اپنے والدین کی طرف سے اور اپنی مملکت کی طرف سے۔ اے نوجوانو! اب نئے میدان، نئے راستے اور نئی منزلیں آپ کی نگاہ شوق کی منتظر ہیں''۔

(اسلامیہ کالج پشاور۔ 12 اپریل 1948ء)

(ج) بحوالہ نوائے وقت 19 اپریل 2012ء

ہمارے جوانوں کو سائنس اور ٹیکنالوجی کی تعلیم کے بعد تجارت، کاروبار اور صنعت و حرفت کے میدان میں داخل ہونا چاہئے۔ ہمیں سرعت سے بدلتی دنیا کے ساتھ قدم سے قدم ملا کر چلنا چاہئے۔

(کل پاکستان تعلیمی کانفرنس 27 نومبر 1947ء)

سوال: پاکستان اپنے وسائل سے کیسے فائدہ اٹھا کر خوشحالی اور نیک نامی حاصل کر سکتا ہے؟

قائد اعظم: (الف) بحوالہ نوائے وقت 23 جنوری 2015ء ادارتی صفحہ

قدرت نے پاکستان کو بے حد وحساب معدنی دولت سے نوازا ہے اور وہ زمین کے نیچے پڑی انتظار کر رہی ہیں کہ اسے کھود کر استعمال میں لایا جائے۔

(امریکی لوگوں سے خطاب فروری 1948ء)

(ب) بحوالہ نوائے وقت 12 نومبر 2012ء ادارتی صفحہ

پاکستان زرعی اعتبار سے براعظم ایشیا کا سب سے ترقی یافتہ ملک ہے۔ اگر اس کی زرعی پیداوار کو صنعتوں کے قیام اور فروغ میں بہترین طریقے سے استعمال کیا جائے تو صنعت کے میدان میں پاکستان اپنا سکہ جما لے گا۔

(چیمبر آف کامرس کراچی 27 اپریل 1948ء)

(ج) بحوالہ نوائے وقت 28 نومبر 2014ء

میری دلی تمنا ہے کہ پاکستانی اشیاء معیار اور کوالٹی کے اعتبار سے دنیا کی تمام منڈیوں میں ایک علامت، ایک نمونہ اور ایک مثال کی حیثیت میں جانی پہچانی جائیں۔ خدا کرے لفظ پاکستان مال کی عمدگی اور معیار کی علامت بن جائے۔

(چیمبر آف کامرس، کراچی 27 اپریل 1948ء)

سوال: وطن عزیز کو دنیا میں نمایاں اور قابل فخر مقام کیسے حاصل ہوگا؟

قائد اعظم: (الف) بحوالہ نوائے وقت 15 جنوری 2015ء

پاکستان کے سامنے ایک بڑا شاندار مستقبل ہے۔ اب یہ ہمارا کام ہے کہ قدرت نے ہمیں جن فیاضیوں سے نوازا ہے ان سے پورا پورا فائدہ اٹھائیں اور ایک مضبوط و شاندار پاکستان کی تعمیر کریں۔ (جلسہ عام ڈھاکہ 28 مارچ 1948ء)

(ب) بحوالہ نوائے وقت 25 جنوری 2014ء

پاکستان کا دوسرا اور بالاتر پہلو یہ ہے کہ یہ (ملک) ایسا نقطہ آغاز ہوگا جہاں ہم دانشوروں، ماہرین تعلیم و معیشت، سائنسدانوں، ڈاکٹروں، انجینئروں اور تکنیکی ماہرین کی تعلیم و تربیت کر سکیں گے۔ جو عالم اسلام میں نشاۃ ثانیہ لانے کے لئے سرگرم ہو جائیں۔

(جمیل الدین احمد کی تصنیف Quaid-e-Azam as seen by his contemporaries)

سوال: ہماری خارجہ پالیسی کی کلید کیا ہونی چاہئے؟

قائد اعظم: (الف) بحوالہ نوائے وقت یکم مارچ 2013ء

ہماری خارجہ پالیسی تمام اقوام عالم سے دوستی اور بھائی چارے پر مبنی ہے۔ ہم کسی قوم یا ملک پر جارحیت کا ارادہ نہیں رکھتے۔ ہم قومی اور بین الاقوامی امور میں دیانتداری اور غیر جانبداری پر یقین رکھتے ہیں اور اقوام عالم میں امن و خوشحالی کے فروغ میں اعلیٰ ترین کردار ادا کرنے کے لئے تیار ہیں۔ دنیا کے مظلوم اور کچلے ہوئے عوام کی مادی اور اخلاقی مدد کرنے اور اقوام متحدہ کے منشور کی پاسبانی میں پاکستان کبھی نہیں ہچکچائے گا۔

(امریکہ کے لئے ریڈیائی تقریر فروری 1948ء)

(ب) بحوالہ نوائے وقت 11 مارچ 2013ء

میں برادر اور مسلم ممالک کو دوستی اور خیر سگالی کا پیغام پیش کرتا ہوں ہم سب فی الوقت ایک پُرخطر دور سے گزر رہے ہیں۔ سیاسی زور آزمائی کا جو ناٹک فلسطین، انڈونیشیا اور کشمیر میں کھیلا جا رہا ہے۔ اس سے ہماری آنکھیں کھل جانی چاہئیں۔ صرف ایک متحدہ صف بندی کے ذریعے ہی ہم اقوام عالم کے ایوانوں میں اپنی آواز کو مؤثر بنا سکتے ہیں۔

(عید پر پیغام۔ 7 اگست 1948ء)

شاعر نے کیا خوب کہا ہے ؎

جسموں کے سامنے سے گزر کر چلا گیا
روحوں میں جاگزیں ہے محمد علی جناح

محترمہ امۃ اللطیف خورشید صاحبہ

تاریخ ہجرت 1947ء کا ایک باب

مہاجرات قادیان کی لاہور سے ربوہ روانگی

حضرت مصلح موعود کے زیر سایہ کم و بیش دو صد مستورات اور بچے رتن باغ لاہور کی مختلف عمارتوں میں اکتوبر 1947ء سے اپریل 1949ء تک مقیم رہے۔ ان میں زیادہ تر درویشان قادیان اور مربیان کے اہل و عیال تھے اور کچھ بے سہارا اور معذور مستورات تھیں۔ حضور نے اپریل 1949ء کے جلسہ سالانہ کے موقع پر ان سب کو ربوہ منتقل کرنے کا فیصلہ فرمایا۔ چنانچہ اس سلسلہ میں حضرت سیدہ مریم صدیقہ صاحبہ جنرل سیکرٹری لجنہ اماء اللہ مرکزیہ نے مندرجہ ذیل خط عاجزہ کو ارسال فرمایا۔

مکرمہ منتظمہ صاحبہ

حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الثانی نے فرمایا ہے کہ جلسہ کے بعد لنگر ربوہ میں منتقل کر دیا جائے گا اور لاہور میں لنگر خانہ بالکل بند کر دیا جائے گا۔ اس لئے تمام ایسی مستورات جو لنگر سے کھانا لیتی ہیں ان کو کہیں کہ حضور نے فرمایا ہے کہ ربوہ جا کر مستقل رہائش اختیار کریں اگر کوئی عورت نہ گئی تو اسے کھانا نہیں مل سکے گا۔ کیونکہ لنگر خانہ یہاں لاہور میں بند کر دیا جائے گا۔ وضاحت سے ایک ایک عورت کو بتا دیا جائے۔ اگر کوئی عورت کرایہ کا اعتراض کرے تو ہم اس کو کرایہ دے دیں گے۔ (اپریل 1949ء)

روانگی سے ایک ہفتہ پہلے سب کو اس فیصلہ سے مطلع کر دیا گیا۔ لسٹیں تیار کی گئیں اور تیار رہنے کی ہدایت دی گئی۔ صدر انجمن احمدیہ کے بعض کارکن اور منتظمین کے اہل و عیال اس سے پہلے ہی ربوہ پہنچ چکے تھے۔

13 اپریل 1949ء کو روانگی تھی اس دن دوپہر کے وقت سب مستورات اپنے بچوں اور سامان سمیت رتن باغ کے بڑے گیٹ کی طرف باغ میں جمع ہو گئیں۔ عاجزہ فہرست کے مطابق نام پڑھتی جاتی تھی اور مکرم سید میر داؤد احمد صاحب جو کہ امیر قافلہ تھے کی نگرانی میں خدام انہیں تانگوں میں سوار کرا کے سٹیشن کو روانہ کر دیتے تھے۔ جبکہ حضور اوپر برآمدہ میں کھڑے ہو کر عمومی نگرانی فرما رہے تھے۔ سٹیشن پر بھی خدام انہیں سوار کرانے اور ہر ممکن مدد کے لئے موجود تھے۔ گاڑی کی تین بوگیوں میں جو ریزرو تھیں۔ انہیں سوار کرایا گیا۔ حضرت سیدہ ام داؤد صاحبہ باوجود کمزور صحت کے ریل کے ذریعہ مستورات کے ہمراہ ہی تشریف لائیں۔ جب گاڑی ربوہ پہنچی تو رات کی تاریکی چھا چکی تھی۔ حضرت مصلح موعود جنہوں نے رتن باغ میں ہمیں الوداع کہا تھا بنفس نفیس سٹیشن پر موجود تھے۔ حضور لاہور سے بذریعہ کار ہماری آمد سے پہلے ربوہ پہنچ گئے تھے۔ حضرت سیدہ ام داؤد صاحبہ بھی موجود تھیں۔ ایک لائن میں خدام کھڑے تھے جنہوں نے سب مستورات کا سامان اتارا۔ مستورات کی فہرست (جو میرے پاس تھی) کے مطابق حضور ایک ایک عورت کا نام خود دریافت فرماتے۔ دو خدام سامان اٹھانے کے لئے اس کے ہمراہ کرتے۔ اس عورت کو خدام کا نام اور خدام کو عورت کا نام بتاتے تھے۔ پھر انہیں ان بیرکوں میں ٹھہرانے کے لئے بھجوا دیتے تھے۔ جو جلسہ سالانہ کے لئے تیار کی گئی تھیں۔ خدام کو یہ ہدایت تھی کہ وہ عورتوں کو ان کے جائے قیام تک پہنچا کر واپس آئیں اور حضور کو یہ اطلاع دیں کہ عورتیں مع سامان جائے قیام پر پہنچا دی گئی ہیں۔ اس طرح حضور انور نے اپنی ذاتی نگرانی میں احتیاط کے ساتھ سب مستورات اور بچوں کو ان کے سامان کے ساتھ لاہور سے ربوہ منتقل فرمایا۔ حضور تقریباً ایک ہفتہ ربوہ میں تشریف فرما رہے۔ اس دوران خود عورتوں کی قیام گاہ میں تشریف لا کر جملہ انتظامات کو ملاحظہ فرماتے رہے۔ اس کے علاوہ بھی بار بار کھانے اور پانی وغیرہ کے متعلق دریافت فرماتے رہے تاکہ مستورات کو کسی قسم کی کوئی دقت نہ ہو۔

☆......☆......☆

کریسنٹ فیبرکس

سلے سلائے سوٹ۔کراچی کی فینسی بوتیک۔اور فینسی سوٹ کا مرکز نیز تمام قسم کی میچنگ دستیاب ہے۔

ملک مارکیٹ ریلوے روڈ ربوہ

پروپرائیٹر: ولید احمد ظفر ولد مرتضیٰ احمد

0333-1693801

آندرے آس لینگویج انسٹیٹیوٹ

جرمن زبان سیکھئے

گوئٹے انسٹیٹیوٹ سے سندیافتہ ٹیچر

اوراب لاہور کراچی ٹیسٹ کی تیاری کیلئے بھی تشریف لائیں۔

فیصل آباد میں بھی جرمن کلاسز کا آغاز ہو چکا ہے

برائے رابطہ: طارق شبیر دارالرحمت غربی ربوہ

03336715543, 03007702423,0476213372

عزیز کلاتھ و شال ہاؤس

فیصل آباد میں آپ کی اپنی دکان

لیڈیز و جینٹس سوٹنگ، شادی بیاہ کی فینسی و کامدار ورائٹی

پاکستان و امپورٹڈ شالیں، سکارف جرسی سویٹر، تولیہ

بنیان و جراب کی مکمل ورائٹی کا مرکز

کارنر بھوانہ بازار۔ چوک گھنٹہ گھر۔ فیصل آباد

041-2604424,0333-6593422

0300-9651583

لاثانی گارمنٹس

لیڈیز جینٹس اینڈ چلڈرن امپورٹڈ اینڈ ایکسپورٹ کوالٹی گارمنٹس، پینٹ شرٹ، پینٹ کوٹ شیروانی

سکول یونیفارم، لیڈیز شلوار قمیص، ٹراؤزر شرٹ

فضل عمر مارکیٹ بانو بازار ربوہ

047-6215508,0333-9795470

ہر قسم کے چاول کی اعلیٰ ورائٹی کا مرکز

مرید کے روڈ نارووال چوک داتا زید کا ضلع سیالکوٹ

موبائل: 0345-6367750 آفس: 052-6632317

نکل ٹینک، گولڈ پلانٹ، کروم ٹینک، بیرل ریکٹفائر ٹرانسفارمر، اوون ڈرائر مشین، فلٹر پمپ، ٹائٹینیم ہیٹر، پاؤڈر کوٹنگ مشین، ڈی اونائزر پلانٹ

پی وی سی لائننگ، فائبر لائننگ

پروپرائٹرز: منور احمد۔ بشیر احمد

37 دل محمد روڈ لاہور۔ فون نمبر: 042-37247741, 0333-4107060, 0300-4280871

Safeer Ahmed

0300-9613257

FineArt Jewellers

Deals in Gold, Silver and Diamond Jewellery

Bazar Shaheedan Sialkot Sher (City)

Ph : 052-4601842 Mob : 0300-9613257

Widezone INTERNATIONAL

IMPORTERS, EXPORTERS & MANUFACTURERS OF HIGH QUALITY KNITTED GARMENTS

SH. M. NAEEM-UD-DIN
C.E.O.
0321-6966696

SH. BASHIR-UD-DIN AHMED
0321-9660178

P-94, Ashrafabad, Seheikhupura Road,
Near Muslim Commercial Bank, Faisalabad-Pakistan.
Tel: +92-41-8786595, 8786596 Fax: +92-41-8786597
Cell: +92-321-6966696 E-mail: ahmad@widezone.com
Web: www.widezone.com

مکرم مرزا خلیل احمد قمر صاحب

آل انڈیا کشمیر کمیٹی کی شاندار خدمات

پاکستان کے عوام کشمیریوں کے ساتھ یوم اظہار یکجہتی کے لئے ہر سال 5۔فروری کو یوم کشمیر مناتے ہیں۔تا کہ پاکستان کے عوام میں کشمیر کی تحریک آزادی کی اہمیت کو اجاگر کیا جا سکے ۔مگر عجیب بات ہے 1931ء میں جب تحریک آزادی کشمیر کا آغاز ہوا تھا۔جس کے صدر حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد امام جماعت احمدیہ تھے ۔آپ نے 14؍اگست 1931ء کو یوم کشمیر منائے جانے کی تحریک جاری فرمائی ۔اور متحدہ ہندوستان میں ہر چھوٹے بڑے قصبات اور شہروں میں آزادی کشمیر کے سلسلہ میں جلسے منعقد ہوئے اور جلوس نکالے گئے اور کشمیریوں کے خلاف روا رکھے گئے مظالم سے متحدہ ہندوستان کے عوام کو روشناس کرایا گیا پھر اللہ تعالیٰ کی خاص تقدیر نے 14؍اگست کو ہی مسلمانان ہندوستان کے لئے ایک آزاد وطن عطا فرمایا۔گویا پہلا یوم کشمیر حضرت مصلح موعود کی تحریک پر منایا گیا تھا۔اب ہر سال 5 فروری کو یوم یکجہتی کشمیر منا کر اس دن کی یاد کو تازہ کیا جاتا ہے۔

آل انڈیا کشمیر کمیٹی کا قیام

آل انڈیا کشمیر کمیٹی کا قیام 25 جولائی 1931ء کو شملہ میں مسلم زعماء کی ایک نمائندہ کانفرنس کے دوران ہوا۔حضرت امام جماعت احمدیہ کا خیال تھا کہ کشمیری مسلمانوں کی بہبود کے لئے ایک آئینی کمیٹی بننی چاہئے اور اس میں کوئی بڑی ذمہ داری ڈاکٹر علامہ محمد اقبال کے سپرد کی جائے اس تجویز کا اظہار آپ نے خواجہ حسن نظامی سے بھی فرمایا خواجہ صاحب نے جواب میں لکھا

درخواجہ حسن نظامی 18۔جولائی 1931ء

مخلص نواز حامی مسلمین جناب میرزا صاحب

......ڈاکٹر سر محمد اقبال کی نسبت یہ تو ٹھیک ہے کہ ان کا اثر ہے مگر یہ ٹھیک نہیں ہے کہ ان میں عملی جرات بھی ہے وہ ہرگز اس مشکل کام میں دخل نہ دیں گے چاہے اس وقت وہ وعدہ کر لیں لیکن ایفاء کی امید نہیں ہے آپ ڈکٹیٹر کی حیثیت رکھتے ہیں میں آپ کے ساتھ کام کرنے کو موجود ہوں ......میں نے تو بڑے بڑے متعصب مولویوں سے باتیں کیں تو ان کو آپ کے ساتھ مل کر کام کرنے کیلئے آمادہ پایا......آپ نے وائسرائے اور لنڈن کا کام موقع کے موافق کیا......

(تاریخ احمدیت جلد 6 صفحہ 461 ایڈیشن اول الفضل 24 ستمبر 1931ء)

ڈاکٹر سر محمد اقبال صاحب کی تحریک بلکہ اصرار پر حضرت امام جماعت احمدیہ حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب نے آل انڈیا کشمیر کمیٹی کی قیادت سنبھالی۔اس سلسلہ میں بیگم ایم ڈی تاثیر صاحبہ جو گورنر پنجاب سلمان تاثیر صاحب کی والدہ محترمہ ہیں اپنی کتاب کشمیر آف شیخ محمد عبداللہ میں تحریر کرتیں ہیں۔

(The Kashmir of Sheikh Mahammad Abdullah By C Bilqees Taseer Page 11)

ترجمہ:۔علامہ اقبال نے تحریک احمدیہ کے سپریم ہیڈ مرزا بشیر الدین محمود احمد کی خدمت میں درخواست کی کہ وہ کشمیر کمیٹی کے سربراہ بنیں وجہ اس کی یہ تھی کہ اقبال جانتے تھے کہ احمدیہ جماعت ایک فعال جماعت ہے اور مرزا صاحب فنڈ جمع کر سکتے ہیں رضا کار مہیا کر سکتے ہیں ایسے رضا کار جو کشمیری مسلمانوں کے مقصد کے لئے کام کریں۔

جونہی امام جماعت احمدیہ نے کشمیر کمیٹی کی قیادت سنبھالی تو ہندوستان کا ہندو پریس سخت غضب ناک ہو کر یکا یک میدان مخالفت میں اتر آیا۔

14؍اگست کو پہلا کشمیر ڈے منایا گیا

کشمیریوں کے حقوق کے حصول کیلئے 14؍اگست کو پہلا کشمیر ڈے مقرر کیا گیا۔ہندوستان بھر میں اجلاسات ہوئے قراردادیں پاس ہوئیں۔جلوس نکالے گئے اس طرح مسلمانان کشمیر کے ساتھ اتحاد یکجہتی کیا گیا۔مسلمانان ہند اہل کشمیر کے ساتھ ہیں۔جس سے ہندوستان میں انگریزی حکومت اور انگلستان میں ممبران پارلیمنٹ اور سیاستدانوں کو آگاہ رکھا جا رہا تھا۔تا کہ وہ اپنے اثر و رسوخ کو کام میں لاتے ہوئے ہندوستان کی حکومت پر دباؤ ڈالیں کہ وہ مسلمانان کشمیر پر مظالم کو بند کریں اور ان کے سیاسی ، معاشی اور سماجی حقوق کو تسلیم کرے۔یہی 14؍اگست مسلمانان ہندوستان کی آزادی کا دن قرار پایا اور ان کو ایک آزاد اور خودمختار مملکت مل گئی۔

ہندو پریس کا زہریلا پروپیگنڈا

اس ضمن میں اخبار ملاپ کے صرف تین اقتباسات درج ذیل کئے جاتے ہیں

1۔اگر کشمیر کے متعلق سر محمد اقبال ،خواجہ حسن نظامی قادیانی مرزا اور ''انقلاب''، ''مسلم آؤٹ لک'' نے خفیہ اور اعلانیہ سرگرمیوں کا اظہار نہ کیا ہوتا تو ہندو دیکھتے کہ کشمیر کے مسلمان واقعی سخت تکلیف میں ہیں اور اُن کے حقوق خطرہ میں ہیں تو وہ بلا پس وپیش دربار کشمیر کو مجبور کرتے کہ ان کے مستحق کو اُس کا حق دے دیا جائے۔

(ملاپ 20؍اگست 1931ء صفحہ 5)

(الفرقان مارچ 1968ء صفحہ 11)

2۔مرزا قادیانی نے آل انڈیا کشمیر اسی غرض سے قائم کی ہے تا کہ کشمیر کی موجودہ حکومت کا خاتمہ کر دیا جائے اور اس غرض کے لئے انہوں نے کشمیر کے گاؤں گاؤں میں پروپیگنڈا کیا......انہیں روپیہ بھیجا۔اُن کے لئے وکیل بھیجے ۔شورش پیدا کرنے والے واعظ بھیجے ۔شملہ میں اعلیٰ افسروں کے ساتھ سازباز کرتا رہا۔

(تاریخ احمدیت جلد 6 صفحہ 519۔ ملاپ یکم اکتوبر 1931ء صفحہ 5)

3۔کشمیر میں قادیانی شرارت کی آگ لگائی واعظ گاؤں گاؤں گھومنے لگے ۔چھوٹے چھوٹے ٹریکٹ چھپوائے گئے ۔اُردو میں بھی اور کشمیر زبان میں بھی اور انہیں ہزاروں کی تعداد میں چھپوا کر مفت تقسیم کیا گیا۔مزید برآں روپیہ بھی بانٹا گیا۔''

(تاریخ احمدیت جلد 6 صفحہ 519۔ ملاپ 30 ستمبر 1931ء صفحہ 5)

اہل کشمیر کو دھمکیاں

ہندو پریس نے کشمیریوں کو بھی ڈرایا دھمکایا کہ اُن کی خیر اسی میں ہے کہ اس تحریک سے ہاتھ کھینچ لیں اور جو حقوق طلب کئے جا رہے ہیں اُن سے انکار کر دیں ۔ چنانچہ اخبار ملاپ 14؍اگست 1931ء صفحہ 5 نے لکھا کہ

''کشمیری مسلمانوں کو بھی دیکھنا چاہئے کہ وہ کن ٹھگوں کے پنجہ میں پھنس گئے ہیں اور کس طرح اپنے مہاراجہ کے خلاف ایک بھاری سازش کے پرزے بنے ہوئے ہیں ۔یہ حالات ان کی آنکھیں کھولنے کے لئے کافی ہیں۔کشمیری مسلمانوں کو اب پرائسچت (کفارہ) کے طور پر یہ اعلان کرنا چاہئے کہ وہ کسی قسم کے حقوق کا مطالبہ فی الحال نہیں کرتے ۔جس حالت میں وہ اب ہیں اسی حالت میں رہیں گے۔''

(تاریخ احمدیت جلد 6 صفحہ 520)

برطانوی حکومت پر دباؤ

مگر جب ہندوؤں کا یہ داؤ بھی نہ چل سکا تو انہوں نے برطانوی حکومت پر زور دینا شروع کیا کہ وہ اس فتنہ کو مٹانے اور کشمیر کے اندر جو شورش مسلمانوں کی شہ پر برپا کی جا رہی ہے کچل کر رکھ دے۔چنانچہ انہوں نے سب سے پہلے گورنمنٹ کو یہ کہہ کر متوجہ کیا:۔

حیرانی ہے کہ ریاست کشمیر کے خلاف شملہ میں بیٹھ کر جو سازش کی جا رہی ہے یہ اسی پروگرام کی ایک مد ہے۔حیرانی ہے کہ ریاست کشمیر کے خلاف اُسی حکومت کے پایہ تخت میں بیٹھ کر سازش کی جا رہی ہے جس حکومت نے ریاست کشمیر کے حکمرانوں سے یہ معاہدہ کر رکھا ہے کہ وہ بیرونی دشمنوں سے کشمیر کی حفاظت کرے گی۔

(تاریخ احمدیت جلد 6 صفحہ 520 ملاپ 11؍اگست 1931ء صفحہ 5)

ازاں بعد آریہ سوراجیہ سبھا پنجاب نے وائسرائے ہند ولنگڈن کو اس مضمون کا تار بھی بھیجا۔

''برٹش انڈیا کے مسلمان بالعموم اور پنجابی مسلمان بالخصوص کشمیر دربار کے خلاف ایک بالکل بناوٹی اور باطلانہ بے بنیاد ایجی ٹیشن جو اچھی نیت پر مبنی نہیں ہے پھیلا رہے ہیں۔وہ ہندو مسلمانوں میں باہمی کشیدگی کی آگ مشتعل کر رہے ہیں ۔نیز ریاست کے اندر پولیٹیکل انقلاب کی انگیخت کر رہے ہیں۔اُن کی سرگرمیاں امن عوام کے لئے نہایت خطرناک ہیں۔آپ سے مودبانہ درخواست ہے کہ آپ ان تمام ایجی ٹیٹروں پر جن میں اینگلو انڈین اخبارات بھی شامل ہیں پورے زور سے دباؤ ڈالیں اور اس ایجی ٹیشن کی روک تھام کے لئے انسداد فرمائیں۔''

(ملاپ 20؍اگست 1931ء صفحہ 6 الفرقان مارچ 1968ء صفحہ 12)

اس کے بعد ایک طرف حکومت ہند کو یہ کہہ کر بھڑکانے کی کوشش کی کہ ''کشمیر کے چاروں طرف مسلمان حکومتیں ہیں کشمیر پر اگر اسلامی جھنڈا لہرایا تو گورنمنٹ کے لئے خطرناک ہوگا۔''

(تاریخ احمدیت جلد 6 صفحہ 520۔ ملاپ 18؍اگست 1931ء صفحہ 16)

حب وطن کا تقاضا

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:۔

''پھر ایک اور اہم عہد ہے جس کی طرف مَیں توجہ دلانا چاہتا ہوں جو ہر ملک کا شہری خدا کو گواہ بنا کر یا قرآن کو گواہ بنا کر ملک سے کر رہا ہوتا ہے یا بعض دفعہ اگر صرف ملک کے بادشاہ کے نام پر عہد لے رہا ہو تب بھی یہ ایک ایسا عہد ہے جس کو پورا کرنا اور اس کو نبھانا ایک (احمدی) پر فرض ہے اور نہ پورا کرنا ایمان کی کمزوری ہے۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وطن سے محبت ایمان کا حصہ ہے۔اس کی باریکیوں پر بھی احمدیوں کو غور کرنا چاہئے۔

مجھے یہ اطلاع ہے کہ بعض جگہ بعض لوگ جو اپنے کاروبار کرتے ہیں، اُن کاروباروں میں ملازم رکھتے ہیں تو اُسے کم تنخواہ دیتے ہیں یا کم تنخواہ ظاہر کرتے ہیں کہ باقی Benefit کونسل سے Claim کر لو۔ کہتے تو یہ ہیں کہ ہم تمہارے فائدے کے لئے کام کر رہے ہیں لیکن خود بھی جھوٹ بول رہے ہوتے ہیں اور اُس سے بھی جھوٹ بلوا رہے ہوتے ہیں۔خود بھی بدعہدی کر رہے ہوتے ہیں اور اُس سے بھی بدعہدی کروا رہے ہوتے ہیں۔عملاً یہ ہے کہ اپنا فائدہ اُٹھا رہے ہوتے ہیں۔ ایسے لوگ پھر ایسے بچائے ہوئے پیسے کی جو کمائی کرتے ہیں تو اُس پر ٹیکس بھی بچاتے ہیں جو حکومت کا نقصان ہے۔حکومت سے کئے گئے عہد کی بدعہدی ہے اور اُن ملازمین کو کم تنخواہ دے کر اور پورا کام لے کر یا کچھ حد تک اس تنخواہ سے زیادہ کام لے کر کونسل سے اُن کے الاؤنس دلوا کر پھر قومی خزانے کو نقصان پہنچا رہے ہوتے ہیں۔تو یہ سب باتیں جو ہیں، یہ سراسر ظلم ہیں اور عہد کو توڑنا ہے جو یہاں کی شہریت لیتے ہوئے ایک شخص کرتا ہے۔ یہ عہد بیعت کو بھی توڑنا ہے کیونکہ وہاں بھی یہی ہے کہ میں ہمیشہ سچائی سے کام لوں گا۔پس ایسے لوگ حکومت کا عہد بھی توڑ رہے ہیں اور خدا تعالیٰ کا عہد بھی توڑ رہے ہیں اور گناہگار بھی بن رہے ہیں''۔

(الفضل 17 ستمبر 2013ء ص5)

دوسری طرف انگلینڈ میں وسیع پیمانے پر یہ پروپیگنڈا کیا گیا کہ کشمیر ایجی ٹیشن پان اسلامک تحریک کا ایک جزو ہے۔چونکہ مسلمان ایک وسیع اسلامی فیڈریشن دنیا میں قائم کرنا چاہتے ہیں اس لئے وہ کشمیر کا علاقہ بھی اپنے قبضے میں کرنا ضروری سمجھتے ہیں اوران کی طرف سے اس بات پر اتنا زور دیا گیا کہ پارلیمنٹ کے بعض انگریز ممبر بھی اس پروپیگنڈا کا شکار ہوگئے۔

(تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو کتاب ''مسئلہ کشمیر اور ہندو مہاسبھائی'' مؤلفہ جناب ملک فضل حسین صاحب)

حکومت ہند اور ڈوگرہ راج کا طرزِ عمل

ان حالات میں حکومت ہند نے ریاست کشمیر کے سیاسی معاملات میں مداخلت کرنے سے ابتداءً بالکل انکار کردیا اور بعد کو تو انگریزی حکومت کا ایک عنصر کھلم کھلا جماعت احمدیہ کے خلاف اُٹھ کھڑا ہوا اور اسے صفحہ ہستی سے مٹادینے کے خواب دیکھنے لگا۔ جہاں تک ڈوگرہ راج کا تعلق تھا مہاراجہ کے ہندو مشیروں نے طوفان مخالفت برپا کرکے تحریک کشمیر کو ناکام بنانے کی تیاریاں شروع کردیں اور اپنے ایجنٹوں کا ایک جال سا بچھادیا۔

شاندار کامیابی

الغرض قدم قدم پر اندرونی اور بیرونی مخالفتوں اور مزاحمتوں کے کوہ گراں کھڑے کئے گئے مگر خدا کے فضل وکرم سے تحریک آزادی کشمیر کا کارواں آگے ہی آگے بڑھتا چلا گیا اور ریاست کے تشدد، حکومت ہند کی بے نیازی اور ہندو سرمایہ کی پشت پناہی کے باوجود غیر آئینی ذرائع سے نہیں بلکہ ملکی اور ریاستی قوانین کی حدود میں رہتے ہوئے ایک مختصر سی مدت میں کشمیر میں محبوس انسانیت نے آزادی کا سانس لینا شروع کردیا۔وہ بے بس کشمیری مسلمان جو نہایت شرمناک طریق پر انسانیت کے ابتدائی حقوق سے بھی محروم کردیئے گئے اور بقول سر ایلبین بیزجی (سابق وزیر خارجہ ریاست کشمیر) سچ مچ بے زبان مویشیوں کی طرح ہانکے جاتے تھے۔شہریت کے ابتدائی حقوق حاصل کرنے میں کامیاب ہوگئے اور سب سے بڑھ کر یہ کہ کشمیر کی تاریخ میں پہلی مرتبہ اسمبلی قائم ہوئی اور مسلمانوں کے لئے ریاستی سیاست میں حصہ لینے کی راہیں کھل گئیں۔کشمیر کمیٹی کے ممبران کے خلاف مہاراجہ نے ریاست بدری کے احکامات جاری کردئے تھے، وہ کشمیر کی سرحد پر جاکر مقامی کشمیریوں کو ہدایات دیتے تھے۔ یا راولپنڈی بلوا کر ہدایات دی جاتی تھیں۔

کمیٹی کی زریں خدمات پر دوسروں کا خراجِ تحسین

کشمیر کمیٹی کا یہ عظیم الشان ملی کارنامہ ہمیشہ آب زر سے لکھا جائے گا جس کی عظمت واہمیت کا اندازہ لگانے کے لئے یہ بتانا کافی ہے کہ ان ممبروں کے سوا جو مفکر احرار جناب چوہدری افضل حق صاحب کے بیان کے مطابق شروع ہی سے اس کی ''تخریب میں لگ گئے تھے کشمیر کمیٹی کے اکثر وبیشتر ممبر اختلاف مسلک کے باوجود صدر کشمیر کمیٹی (حضرت امام جماعت احمدیہ) کی تعریف میں ہمیشہ رطب اللسان رہے اور آپ کی بے لوث مساعی اور مخلصانہ جدوجہد کو خراج تحسین ادا کیا۔

کشمیر کمیٹی کی خدمات مدیر ''سیاست'' کی نظر میں

مثلاً اخبار ''سیاست'' کے مدیر مولانا سید حبیب صاحب نے اپنی کتاب ''تحریک قادیان'' میں لکھا:

''مظلومین کشمیر کی امداد کے لئے صرف دو جماعتیں پیدا ہوئیں۔ایک کشمیر کمیٹی، دوسری احرار، تیسری جماعت نہ کسی نے بنائی نہ بن سکی۔احرار پر مجھے اعتبار نہ تھا اور اب دنیا تسلیم کرتی ہے کہ کشمیر کے یتامیٰ مظلومین اور بیواؤں کے نام سے روپیہ وصول کرکے احرار شیر مادر کی طرح ہضم کرگئے۔ان میں سے ایک لیڈر بھی ایسا نہیں جو بالواسطہ یا بلاواسطہ اس جرم کا مرتکب نہ ہوا ہو۔کشمیر کمیٹی نے انہیں دعوت اتحاد عمل دی مگر اس شرط پر کہ کثرت رائے سے کام ہو اور حساب باقاعدہ رکھا جائے۔انہوں نے دونوں اصولوں کو ماننے سے انکار کردیا۔لہٰذا میرے لئے سوائے ازیں چارہ نہ تھا کہ میں کشمیر کمیٹی کا ساتھ دیتا اور مَیں بانگ دہل کہتا ہوں کہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب صدر کمیٹی نے تندہی محنت، ہمت، جانفشانی اور بڑے جوش سے کام کیا اور اپنا روپیہ بھی خرچ کیا اور اس کی وجہ سے مَیں اُن کی عزت کرتا ہوں۔'' (صفحہ 42)

(تاریخ احمدیت جلد 6 صفحہ 513)

اخبار ''انقلاب'' اور کشمیر کمیٹی

اس سلسلے میں اخبار انقلاب کی رائے کئی لحاظ سے نہایت وقیع اور مستند سمجھی جاسکتی ہے خصوصاً اس لئے کہ خود مفکر احرار نے ''تاریخ احرار'' میں لکھا ہے کہ ''خدا جزائے خیر دے ''انقلاب'' کو اُس نے دیانتداری کے سارے تقاضوں کو پورا کیا اور ساری تحریک آزادی کے دوران کشمیر کمیٹی کی سنہری خدمات پر روشنی ڈالتے ہوئے لکھا:۔

آل انڈیا کشمیر کمیٹی نے مسلمانان کشمیر کے شہداء پسماندوں اور زخمیوں کی امداد اور ماخوذین بلا کی قانونی اعانت میں جس قابل تعریف سرگرمی، محنت اور ایثار کا ثبوت دیا ہے اس کو مسلمانان کشمیر کبھی فراموش نہیں کرسکتے۔اب تک اس کمیٹی کے بے شمار کارکن اور اندرون کشمیر مختلف خدمات میں مصروف ہیں اور ہزار ہا روپیہ مظلومین و ماخوذین کی امداد میں صرف کررہے ہیں..... کشمیر کمیٹی کے مختلف شعبے ہیں۔ بہت سارو پیہ پروپیگنڈا پر صرف ہوتا ہے اور بہت سارو پیہ امداد مظلومین اور اعانت ماخوذین اور مصارف مقدمات اور قیام دفاتر کے سلسلہ میں خرچ کیا جاتا ہے۔کشمیر کے تقریباً تمام قابل ذکر مقامات پر کشمیر کمیٹی کے کارکن مصروف عمل ہیں۔

(تاریخ احمدیت جلد 6 صفحہ 10-509 انقلاب 11 مارچ 1932ء صفحہ 4)

نیز لکھا:۔

جب سے آل انڈیا کشمیر کمیٹی کی بنیاد رکھی گئی ہے اُس نے نہایت اخلاق سے مسلمانان کشمیر کی ہر ممکن طریق سے امداد کی ہے اور سینکڑوں تباہ حال مسلمانوں کو ہلاکت سے بچالیا ہے۔اگر اس کے راستے میں بعض لوگ رکاوٹ نہ ڈالتے تو مسلمانان کشمیر نے اپنے حقوق حاصل کرلئے ہوتے۔ہمیں افسوس ہے کہ ہندوستان کے مسلمانوں نے کشمیر کمیٹی کو مالی امداد دینے میں بہت کم توجہ کی ہے حالانکہ حقیقی اور ٹھوس کام کشمیر کمیٹی ہی کررہی ہے۔چنانچہ اسی بات کے ثبوت میں ہم اس وقت مسلمانان راجوری کی ایک مراسلت درج کرتے ہیں جس میں انہوں نے آل انڈیا کشمیر کمیٹی کا شکریہ ادا کیا ہے۔اس قسم کے بیسیوں مراسلات ہم کو کشمیر کے مختلف علاقوں سے موصول ہوچکے ہیں جن میں آل انڈیا کشمیر کمیٹی کی خدمات کا سچے دل سے اعتراف کیا گیا ہے۔مسلمانان راجوری کا مراسلہ یہ ہے:۔

ہم مسلمانان راجوری آل انڈیا کشمیر کمیٹی کا شکریہ ادا کرتے ہیں اور ہمیں یہ محسوس ہوتا ہے کہ یہی ایک کمیٹی ہے جو ہر گلی کوچہ میں غریب اور ناتواں مسلمانوں کی خبر لے رہی ہے۔ہم ایک ایسے ویران جنگل کے رہنے والے ہیں جن کا خبر گیراں تحت الثریٰ سے لوح محفوظ تک سوائے ذاتِ باری کے اور کوئی نہیں مگر اس کمیٹی نے ہماری دستگیری میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی اور ہم پر بخوبی واضح ہوچکا ہے کہ کمیٹی کی نظر نہایت باریک ہے۔ہم خدا سے دعا کرتے ہیں کہ اے زمین وآسمان کے خالق اور دنیا ومافیہا کے نام ناظم! ہماری اسد مدد معاون کمیٹی کو جو آج آڑے وقت میں ہمارے کام آرہی ہے مضبوط رکھ۔صدر صاحب آل انڈیا کشمیر کمیٹی کے احسانات کو تمام فرقوں کے مسلمان کسی صورت میں بھی بھول نہیں سکتے۔ ہمارے، بہت سے مصائب کل اس کمیٹی کی مہربانی سے کچھ نہ کچھ ازالہ ہوگیا ہے اور ابھی بہت سی مشکلات موجود ہیں۔اگر یہ کمیٹی اپنی پوری کوشش جاری رکھنے میں سرگرم رہی تو انشاء اللہ ایک نہ ایک دن ان مصائب سے ہم نجات حاصل کرلیں گے۔ (انقلاب 4۔اپریل 1932ء)

(تاریخ احمدیت جلد 6 صفحہ 510-511)

اسی طرح انقلاب نے 23 جولائی 1932ء کی اشاعت میں لکھا:۔

آل انڈیا کشمیر کمیٹی نے باشندگان کی جو بے لوث خدمت گزشتہ ایک سال کی مدت میں انجام دی ہے اس کے شکریہ سے مسلمان کبھی عہدہ برا نہیں ہوسکتے۔اگر اس کمیٹی کا کام نہایت قابل تجربہ کار ہوشمند عہدہ داروں کے ہاتھ میں نہ ہوتا تو خدا جانے ہمارے مظلوم کشمیری بھائیوں کو کس قدر شدید تکالیف ومصائب سے دوچار ہونا پڑتا۔اس کمیٹی نے اپنے وسیع ذرائع وسائل سے کام لے کر مسلمانان کشمیر کے مطالبات کی حمایت میں عالمگیر پروپیگنڈا کیا جس سے انگلستان تک کے جرائد وعمائد بلکہ ارباب حکومت تک متاثر ہوئے اور ہر شخص پر ان مطالبات کا حق بجانب ہونا ثابت ہوگیا۔اس کے علاوہ کشمیر کمیٹی نے سب سے زیادہ اہم خدمات خود کشمیر میں انجام دیں۔شہداء ومجروحین کے متعلقین کی مالی امداد کی۔زخمیوں کی مرہم پٹی کا انتظام کیا۔کشمیر کے گوشے گوشے میں کارکنوں کی تنظیم کی اور ماخوذین کی قانونی امداد کے لئے نہایت قابل اور ایثار پیشہ وکلاء اور بیرسٹر بھیجے جنہوں نے بلا معاوضہ تمام مقدمات کی پیروی کی اور بیشمار مظلوموں کو ظلم وستم کے پنجے سے چھڑایا۔

مخالفت برائے مخالفت

حضرت امام جماعت احمدیہ نے کشمیر کمیٹی سے کیوں استعفیٰ دیا اس کی تفصیل پر روشنی ڈالتے ہوئے مدیر انقلاب مولانا عبدالمجید سالک لکھتے ہیں:۔

جب احرار نے احمدیوں کے خلاف بلاضرورت ہنگامہ آرائی شروع کردی اور کشمیر کی تحریک میں متخالف عناصر کی ہم مقصدی وہم کاری کی وجہ سے جو قوت پیدا ہوئی تھی اس میں رخنے پڑ گئے تو مرزا بشیر الدین محمود صاحب نے کشمیر کمیٹی کی صدارت سے استعفیٰ دے دیا اور ڈاکٹر اقبال اس کے صدر مقرر ہوئے کمیٹی کے بعض ممبروں اور کارکنوں نے احمدیوں کی مخالفت محض اس لئے شروع کردی کہ وہ احمدی ہیں۔یہ صورت حال مقاصد کشمیر کے اعتبار سے سخت نقصان دہ تھی۔چنانچہ ہم نے کشمیر کمیٹی کے ساتھ ہی ساتھ ایک کشمیر ایسوی ایشن کی بنیاد رکھی جس میں سالک، مہر، سید حبیب، منشی محمد الدین فوق (مشہور کشمیری مورخ) مرزا بشیر الدین محمود احمد اور ان کے احمدی اور غیر احمدی رفقاء سب شامل تھے۔ایسوی ایشن کے قیام کا مقصد یہ تھا کہ مبادا کشمیر کمیٹی آگے چل کر احرار ہی کی ایک شاخ نہ بن جائے اور وہ متانت سنجیدگی رفو چکر ہوجائے جس سے ہم اب تک کشمیر میں کام لیتے رہے ہیں بہرحال تھوڑا بہت کام ہوتا رہا لیکن کچھ مدت کے بعد نہ کمیٹی رہی نہ ایسوسی ایشن۔ (سرگزشت صفحہ 342)

قدرت کا انتقام دیکھئے احرار کانگریس اور گورنمنٹ پنجاب گورنر ایمرسن کی در پردہ حمایت میں کشمیر کمیٹی کے خلاف میدان میں کودے تھے مگر گاندھی نے لندن سے یہ اعلان کرکے احرار کے غبارے سے ہوا نکال دی کہ:۔

یہ تحریک انگریز کی تقویت کے لئے شروع کی گئی ہے۔اُس زمانے میں اس داؤں سے کوئی بچتا تھا۔اس داؤں کا گھاؤ گہرا ہوا۔سب ہندو مسلمان کانگریسی ہمیں شبہے کی نظر سے دیکھنے لگے۔جو تھوڑے بہت کانگریسی ہم میں شامل تھے وہ اداس ہوکر اُباسیاں لینے لگے۔

(تاریخ احرار صفحہ نمبر 60، از چوہدری افضل حق)

بجز
مرے تھے جن کے لئے وہ رہے وضو کرتے

کشمیر کمیٹی کی خدمات کا اعتراف

چیف جسٹس حکومت آزاد کشمیر کا اعتراف

چیف جسٹس آزاد کشمیر ہائی کورٹ جناب محمد یوسف صراف نے اپنی گراں قدر انگریزی تصنیف ''کشمیریز فاٹ فار فریڈم''میں تمام وکلاء کے اسماء گرامی کا تذکرہ کیا ہے جو صدر کشمیر کمیٹی نے اس مقصد کے حصول کے لئے کشمیر روانہ کئے۔

(کتاب مذکورہ صفحہ 460)

ان وکلاء میں سر محمد ظفر اللہ خان، شیخ بشیر احمد (لاہور ہائی کورٹ کے سابق جج)، چوہدری عزیز احمد باجوہ، میر محمد بخش، چوہدری محمد اسد اللہ خان، شیخ محمد احمد مظہر، قاضی عبدالحمید ایڈووکیٹ صاحبان کا ذکر کیا گیا ہے۔

ڈاکٹر سلام الدین نیاز سابق وزیر قانون حکومت آزاد کشمیر ''اَن کہی داستانِ کشمیر''میں لکھتے ہیں:۔

صدر کمیٹی (حضرت امام جماعت احمدیہ) نے اپنے وسیع وسائل اور ذرائع کو کام میں لاتے ہوئے نہ صرف ریاست اور ہندوستان میں بلکہ سمندر پار ملکوں میں بھی کچھ ایسے انداز سے تشہیر و اشاعت کرائی جس سے جرائد، عمائد اور حکمران بھی متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے اور کشمیریوں کی مظلومیت زبان زدعام ہوگئی برطانوی پارلیمنٹ میں سوال ہونے شروع ہو گئے ...... بعض ممبروں نے ہر طرح امداد کا وعدہ بھی کیا۔

(ماہنامہ شام سحر لاہور مارچ 1982ء صفحہ 31)

''اقبال کا سیاسی کارنامہ'' کے مصنف جناب محمد احمد خان کے مطابق:۔

کشمیر کمیٹی کے اصل کام کرنے والے حضرات (یعنی احمدی) تھے۔ (صفحہ 184)

''ذکر اقبال'' کے مصنف مولانا عبدالمجید سالک لکھتے ہیں

''مرزا صاحب کے احباب اور مریدین ہی کمیٹی کے اصل کارکن تھے...... اور کوئی کارکن تھے ہی نہیں۔ (صفحہ 174)

''مسئلہ کشمیر'' کے مصنف ممتاز احمد رقم طراز ہیں:۔

''قادیانی ہی کشمیر کمیٹی کے روح رواح تھے۔''

(صفحہ 68)

مرزا شفیق حسین اپنی کتاب ''کشمیری مسلمانوں کی سیاسی جدوجہد 30-1931ء میں لکھتے ہیں:۔

''احمدیوں کے علاوہ یہاں دوسرا کارکن ہی نہ تھا۔ (صفحہ 18)

آل انڈیا کشمیر کمیٹی کی آئینی جدوجہد کے شیریں ثمرات ''پنجاب کی سیاسی تحریکیں'' کے مصنف جناب عبداللہ ملک لکھتے ہیں۔

آئینی جدوجہد کے خاطر خواہ نتائج برآمد ہوئے آل انڈیا کشمیر کمیٹی کی مخلصانہ مساعی کے نتیجہ میں اہالیان کشمیر کو جو حقوق ملے اُن کے مختصر ذکر دلچسپی سے خالی نہ ہوگا۔ کیونکہ یہ نعمت بڑی جدوجہد اور قربانیوں کے بعد حاصل ہوئی تھی۔

(تلخیص صفحہ 78-179)

حضرت مصلح موعود کو کشمیر کی آزادی کے سلسلہ میں ہمیشہ دلچسپی رہی۔ آپ اس کے لئے مسلسل کوشش کرتے رہے جن کا تاریخ احمدیت جلد 6 میں تفصیلی ذکر موجود ہے۔

☆.................☆.................☆

مکرم عامر شہزاد عادل صاحب

چھانگا مانگا کے جنگلات

اٹھارہویں صدی کے وسط میں انگریزوں نے پنجاب میں لاہور سے ستر کلومیٹر کے فاصلے پر کراچی جانے والی ریلوے لائن کے ساتھ ایک جنگل لگایا۔ یہ جنگل دنیا کے اتنے وسیع وعریض رقبے پر انسانی ہاتھ کے لگائے ہوئے جنگلوں میں سے ایک ہے۔ یہ 1886ء میں لگانا شروع کیا گیا اور اس کا کل رقبہ 12 ہزار 5 سو 10 ایکڑ ہے۔

چھانگا مانگا جنگل کا موسم لاہور کے نزدیک ہونے کی وجہ سے لاہور کے موسم سے بہت ملتا جلتا ہے مگر گرمیوں میں یہاں دوپہر کو مرطوبیت بہت زیادہ ہوتی ہے اور شام کافی خوشگوار، گرمیوں میں اوسطاً درجہ حرارت 40 اور سردیوں میں 10 سینٹی گریڈ تک جا پہنچتا ہے۔ اور بارش سالانہ 400 ملی لیٹر ہوتی ہے۔ یہاں پورے ذخیرہ کو بہترین طریقے پر منظّم کرنے کیلئے اسے چھوٹے چھوٹے حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ اور اوسطاً ہر ایک رقبہ قریباً 150 ایکڑ پر مشتمل ہے۔

ہر سال قریباً چھ ہزار اونس ریشم کے کیڑوں کا بیج فروری سے اپریل تک پالا جاتا ہے جس کا انحصار شہتوت کے پتوں پر ہوتا ہے اور وہ جنگل سے مہیا کئے جاتے ہیں اور حیران کن بات یہ ہے کہ چھ سے سات ہفتوں میں تقریباً 11 کروڑ روپے کا ریشم فیکٹریوں کو سپلائی کیا جاتا ہے۔

چھانگا مانگا لاہور کے نزدیک اور برلب سڑک ہونے کی وجہ سے تفریح کی غرض کیلئے آنے والے سیاحوں میں بہت زیادہ مقبولیت رکھتا ہے۔ یہاں کے سبزہ زار، صحت مند سرسبز درخت، حسین نظارے اور سب سے بڑھ کر آلودگی سے پاک اور پُرسکون ماحول سیاحوں کے لئے انتہائی دلکشی رکھتا ہے۔

اس جنگل میں شیشم، شہتوت، بکائن، پھلاہی، پاپلر، سمبل اور سفیدے کے درختوں کی تعداد زیادہ ہے۔ یہاں کی شیشم پورے پاکستان میں مشہور ہے۔ اس کی لکڑی بہت مضبوط اور قیمتی ہوتی ہے۔ شہتوت کی لکڑی سیالکوٹ بھیجی جاتی ہے جس سے کھیلوں کا سامان تیار ہوتا ہے۔ پاپلر اور سمبل سے دیاسلائی پلائی وُڈ اور کاغذ تیار ہوتا ہے۔ سمبل کے درخت سے روئی بھی حاصل ہوتی ہے جو تکیے گولے اور صوفے سیٹ وغیرہ بنانے کے کام آتی ہے۔ شہتوت کے پتے ریشم کے کیڑے پالنے اور اس کی شاخیں ٹوکریاں بنانے کے کام آتی ہیں۔

محکمہ جنگلات گھاس ایندھن شہتوت کے پتوں اور چھڑیوں کے پرمٹ جاری کرتا ہے اس جنگل سے شہد کے ٹھیکے، تفریحی مقامات کے ٹھیکے اور لکڑی سے سالانہ کروڑوں روپے زائد کی آمدن ہوتی ہے۔

ایک سال کے دوران تقریباً پانچ چھ سو درختوں کی کٹائی کی جاتی ہے کٹائی کے بعد لکڑی کو ڈپو میں لایا جاتا ہے۔ تقریباً بیس سال کے بعد پہلے حصے سے دوبارہ کٹائی کی باری آتی ہے۔ کٹائی والا رقبہ خالی ہونے کے بعد اس پر دوبارہ پودے لگا دیئے جاتے ہیں۔ لکڑی کو خشک کرنے کے لئے یہاں ایک پلانٹ نصب کیا گیا ہے۔ جہاں لکڑی کو ایک خاص درجہ حرارت دے کر پکایا جاتا ہے پھر اس لکڑی میں کوئی دراڑ وغیرہ نہیں بن سکتی اسے سیزن کرنا کہتے ہیں اور اس طرح لکڑی مضبوط ہو جاتی ہے۔

انتظامی لحاظ سے جنگل کو پانچ حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ جنہیں بلاک کا نام دیا گیا ہے۔ ہر بلاک کا انچارج فارسٹر بلاک افسر ہوتا ہے۔ اور اس کے ساتھ کوئی چار یا پانچ فارسٹ گارڈز ہوتے ہیں۔ درختوں کو لگانے، کانٹ چھانٹ کرنے اور پانی دینے کے لئے بیلدار ہوتے ہیں ان سب کی رہائش کے لئے ہر بلاک میں کالونیاں ہوتی ہیں ڈی ایف او صاحب کے دفتر کے عملہ کیلئے ایک الگ کالونی ہے اور ملازمین کے لئے ایک فارسٹ ڈسپنسری بھی موجود ہے۔

چھانگا مانگا کا جنگل نہ صرف لکڑی کی فراہمی کا ایک بہترین ذریعہ ہے۔ بلکہ یہ ایک بہترین سیرگاہ کی حیثیت سے پورے ملک میں بے پناہ شہرت کا حامل ہے۔ مہتابی جھیل اور پارک اس کی اصل وجہ شہرت ہیں۔ ہر سال لاکھوں کی تعداد میں یہاں لوگ سیر کرنے آتے ہیں۔ جن میں غیر ملکی سیاح بھی ہوتے ہیں۔ جنگل میں سیاحوں کے لئے ہوٹل اور ریسٹ ہاؤسز بھی موجود ہیں۔ فورسٹار ہوٹل کے برابر فارسٹ لاؤنج بھی بنایا گیا ہے۔ فارسٹ لاؤنج کے نزدیک کوئی آبادی نہیں یہاں خالصتاً جنگل کا ماحول پیدا کیا گیا ہے۔

فارسٹ لاج سے ملحقہ کھیلنے کے لئے گراؤنڈ، سرسبز وشاداب پھولوں کی کیاریاں لمحات کو پرسکون اور خوشگوار بناتی ہیں ہوٹل اور ریسٹ ہاؤسز کے اردگرد بھی گھاس کے خوبصورت پلاٹ کثرت سے ہیں۔

اس جنگل کے درمیان سے ایک نہر گزرتی ہے جسے ''مین برانچ لوئر'' کہتے ہیں۔ جنگل کو اسی نہر کا پانی سیراب کرتا ہے۔ اسی نہر کے کنارے 1962ء میں ایک مہتابی جھیل بنائی گئی جس کی شکل بالکل چاند جیسی ہے۔ اس نہر کا پانی جھیل میں ڈالا جاتا ہے۔ اس جھیل کی سیر کرنے والوں کے لئے دو چیزیں از حد دلچسپی کا باعث ہیں۔

ایک تو جھیل پر جھولا نما پل اور دوسرا جھیل کے درمیان پانی میں کھڑا دو منزلہ مہتاب محل کناروں پر سدابہار درخت ہیں جن کی شاخیں جھک کر جھیل کے پانی کو چھوتی ہیں اور حسین منظر پیش کرتی ہیں۔ جھیل کے سبزی مائل پانی پر ٹھہری ہوئی سفید بطخیں اور بھی بھلی لگتی ہیں جھیل میں چپو اور موٹر والی کشتیاں سیاحوں کے لئے مزید تفریح مہیا کرتی ہیں۔ جھیل کے پاس کار پارکنگ اور چائے خانے بچوں کے کھیلنے کے لئے جھولے بھی موجود ہیں۔ چھوٹی ٹرام (ریل گاڑی) جنگل کی سیر میں مددگار ثابت ہوتی ہے۔ سڑک کنارے نہر اور ٹرام لائن کے ساتھ ساتھ آسمان سے باتیں کرتے ہوئے سفیدے اور پاپلر کے درخت ایک سیدھ میں کھڑے سیر کرنے والوں کو استقبال کرتے ہیں۔ جھیل کے کنارے ایک خوبصورت تیراکی کا تالاب بھی بنایا گیا ہے۔

محکمہ تحفظ جنگلی حیات نے بھی جنگل کو خوبصورت بنانے میں بھرپور حصہ لیا ہے۔ جھیل کے قریب ٹرام لائن کے ساتھ ایک مرکز نسل کشی بنایا گیا ہے۔ جس میں ہرن نیل گائے، چنگارہ، اڑیال، اور پاڑہ وغیرہ موجود ہیں۔ اس وقت جنگل میں ایک اندازہ کے مطابق پندرہ نیل گائے، علاوہ ازیں خرگوش، تلیئر، تیتر، بیٹر وغیرہ بھی پائے جاتے ہیں۔ تلیئر مارچ اپریل ایشیائے کوچک سے چھانا مانگا آتے ہیں یہ مہمان پرندے ہیں اور کافی مقدار میں مور بھی موجود ہیں اور دو تین قسم کے باز بھی پائے جاتے ہیں۔

1960ء میں اس جنگل کو قومی پارک کا درجہ دے کر اسے سیاحوں کے لئے کھول دیا گیا ہے۔

جنگل کے نام کی نسبت کہا جاتا ہے کہ 18 ویں صدی میں دو بھائی چھانگا مانگا اس جنگل میں رہتے تھے۔ برطانوی حکومت انہیں ڈاکو قرار دیتی تھی۔ تاہم عام لوگوں میں ان کی بڑی قدر تھی وہ امیروں کو لوٹ کر غریبوں میں مال تقسیم کیا کرتے تھے اس جنگل کا نام ان دو ڈاکوؤں کے نام سے چھانگا مانگا مشہور ہو گیا۔ ان میں سے ایک بھائی نے غریبوں کے لئے ایک گاؤں بسایا تھا اور اس کا نام مانگا منڈی رکھا گیا۔

☆.................☆.................☆

پاکستان کی خوبصورت جھیلیں

کینجھر جھیل۔ٹھٹھہ

یہ جھیل کلری کے نام سے بھی جانی جاتی ہے، یہ پاکستان کی دوسری صاف و تازہ پانی کی جھیل ہے، یہ کراچی سے تقریباً 122 کلومیٹر کی دوری پر ضلع ٹھٹھہ میں واقع ہے۔ لوگوں کی ایک بڑی تعداد یہاں پر سیر کے لئے آتی ہے، اس جھیل میں لوگ مچھلیاں پکڑتے ہیں، کشتی سے سفر کرتے ہیں اور تیراکی کرتے ہیں۔ یہاں پر نوری جام تماچی کا مشہور مزار بھی موجود ہے جو کہ جھیل کے بیچ میں واقع ہے۔

بنجوسہ جھیل۔آزاد کشمیر

یہ ایک مصنوعی جھیل ہے جو کہ سیاحوں کی ایک بڑی تعداد کو اپنی جانب متوجہ کرتی ہے، راولاکوٹ سے نزدیک آزاد کشمیر کے ضلع باغ میں واقع ہے۔ یہ جھیل سطح سمندر سے 6499 فٹ کی بلندی پر واقع ہے۔ اس جھیل کے چاروں طرف خوبصورت ہریالی ہے اور یہی اس جھیل کی خوبصورتی کا راز بھی ہے۔

کرمبر جھیل

کرمبر جھیل خیبر پختونخواہ اور گلگت بلتستان کے درمیان میں واقع ہے اور یہ پاکستان کی دوسری جبکہ دنیا کی 31ویں بلند ترین جھیل ہے۔ 14121 فٹ کی بلندی پر واقع یہ جھیل حیاتیاتی طور پر ایک فعال جھیل ہے۔ اس جھیل کی گہرائی تقریباً 55 میٹر لمبائی تقریباً 4 کلومیٹر اور چوڑائی 2 کلومیٹر ہے۔

رش جھیل

رش جھیل پاکستان کی بلند ترین جھیل ہے اور یہ 5098 میٹر کی بلندی پر رش پری نامی چوٹی کے نزدیک واقع ہے۔ یہ دنیا کی پچیسویں بلند ترین چوٹی پر واقع جھیل ہے۔ یہاں تک رسائی کے لئے نگر اور ہوپر گلیشیئر کے راستوں سے ہو کر گزرنا پڑتا ہے۔ اور اس راستے پر نہایت ہی دلفریب مناظر دیکھنے کو ملتے ہیں۔

ست پارہ جھیل۔گلگت

گلگت بلتستان میں واقع یہ ایک نہایت ہی خوبصورت قدرتی جھیل ہے۔ یہ قدرتی جھیل سکردو سے قریب ہے، یہ پاکستان کی سب سے لمبی صاف و شفاف پانی کی جھیلوں میں سے ایک ہے اور 2.5 کلومیٹر سے زائد کے رقبے پر پھیلی ہوئی ہے جبکہ یہ 8650 فٹ کی بلندی پر واقع ہے۔ سکردو میں پانی کی ضروریات کو اسی جھیل سے پورا کیا جاتا ہے۔

دودی پتسر جھیل۔کاغان

یہ جھیل دودی پٹ کے نام سے بھی جانی جاتی ہے اور وادی کاغان کے انتہائی شمال میں واقع ہے۔ اس جھیل کا شمار پاکستان کی خوبصورت ترین جھیلوں میں کیا جاتا ہے، یہ جھیل برفیلے پہاڑوں کے درمیان میں واقع ہے۔ اس جھیل پر صرف موسم گرما میں جایا جاسکتا ہے کیونکہ اس مقام تک رسائی صرف سال کے 4 ماہ یعنی جون سے ستمبر تک ممکن ہوتی ہے۔

شیوسر جھیل

شیوسر جھیل دیوسائی نیشنل پارک میں واقع ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ دیوسائی دنیا کے شاندار مقامات میں سے ایک ہے۔ اس جھیل کی لمبائی 2.3 کلومیٹر، چوڑائی 1.8 کلومیٹر اور گہرائی 40 میٹر ہے۔

رتی گلی جھیل

رتی گلی ایک ایسا مقام ہے جہاں کی سیر ہر ایک کا خواب ہے اور حقیقت یہ ہے کہ یہ جھیل آپ کی سوچوں سے بھی کئی گنا زیادہ خوبصورت ہے۔ یہ جھیل وادی نیلم میں سطح سمندر سے 12130 فٹ کی بلندی پر واقع ہے۔ اس جھیل کے اردگرد انتہائی خوبصورت اور پرکشش پھول پودے موجود ہیں جو کہ اس جھیل کی دلکشی میں اضافے کا سبب ہیں۔

شنگریلا جھیل۔سکردو

شنگریلا جھیل کو پاکستان کی دوسری خوبصورت ترین جھیل کا اعزاز حاصل ہے، یہ جھیل کچورہ جھیل کے نام سے بھی مشہور ہے، یہ جھیل سکردو سے 20 منٹ کے فاصلے پر واقع ہے، یہ جھیل شنگریلا ریزورٹ کا ایک حصہ ہے اور مقبول ترین سیاحتی مقام ہے۔

جھیل سیف الملوک۔ناران

خوبصورت ترین جھیلوں کی اس فہرست میں پہلا نمبر جھیل سیف الملوک کو حاصل ہے۔ یہ جھیل سیف الملوک وادی کاغان کے اختتام پر اور وادی ناران سے انتہائی قریب ہے، یہ پاکستان کی بڑی جھیلوں میں سے ایک ہے۔ اس جھیل کا شمار پاکستان کی بلند جھیلوں میں ہوتا ہے اور یہ 3224 میٹر کی بلندی پر واقع ہے۔

(روزنامہ ایکسپریس 9 ستمبر 2014ء)

☆..........☆..........☆

Shezan
NO DRAMA
BUSS ALL
PURE
Just
Nature's
Ingredients
ALL PURE
Shezan
MANGO Nectar
Rich in vitamins
Pakistan Standards